ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بانی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۱ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ

۱۳ اپریل ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲/ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح ——— محمد سعید الرحمٰن علوی

ہاتھ سے کام کرنا

عن المِقدَامِ بنِ مَعدِیکرَبَ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قال قال رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ واصحابہٖ وسلّم مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیرًا مِنْ اَنْ یَّاکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ وَاِنَّ نَبِیَّ اللہِ داؤدَ علیہ الصلوٰۃ والسلام کَانَ یَاکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ (البخاری)

حضرت الامام بخاری قدس سرہٗ نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جو روایت نقل کی ہے اس میں ہاتھ سے کام کرکے اپنی روزی فراہم کرنے کی فضیلت ذکر فرمائی گئی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے صاحب وحی نبی حضرت داؤد علیہ السلام کا ساتھ ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو اپنے ہاتھوں کام کرکے اپنے معاش کا اہتمام کرتے ——— حدیث کا ترجمہ ہے :-

"رسول مکرم علیہ السلام نے فرمایا کسی نے کبھی کوئی کھانا اُس سے بہتر نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کے کھاتے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں سے کام کرکے کھاتے تھے۔

جو شخص دنیا میں آتا ہے وہ معاش کا ضرور محتاج ہوتا ہے انسان پر ہی کیا منحصر ہے ہر چیز معاش کی محتاج ہے ——— معاش کی ابتدائی اور بنیادی ذمہ داری تو اللہ رب العزت نے اپنے ہاتھ لی ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللہِ رِزْقُھَا — تاہم اللہ رب العزت نے انسان کے لئے کچھ ایسی صورتیں بنا ڈالی ہیں کہ وہ انہیں اپنائے اور اپنے لئے آب و دانہ حاصل کرے ——— زراعت، تجارت، صنعت و حرفت سب کچھ اسی لئے ہے۔ تاہم اللہ کے نبی علیہ السلام کو جو چیز سب سے زیادہ پسند ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ سے کوئی ایسا کام کرے جس سے اس کی ضروریات فراہم ہوں ——— ہمارے معاشرے کی بدنصیبی یہ ہے کہ ایسے لوگ جو ہاتھ سے محنت کرکے کماتے اور کھاتے ہیں انہیں معاشرہ میں ذلیل اور کمین سمجھا جاتا ہے ——— بالخصوص ستّر فیصد سے زائد دیہی آبادی میں گاؤں گاؤں آپ نکل جائیں وہاں کا وڈیرا، جاگیردار اور نمبردار وہ تو معزز و مکرم شمار ہوگا لیکن لوہار، بڑھئی، حجام، دھوبی اور اس قسم کے لوگ کمیں شمار ہوں گے۔ حالانکہ بنیادی طور پر کسی انسان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنا ہی غلط ہے کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے "تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کئے گئے تھے" ——— اور قرآن مجید نے ذات برادری کو محض باہمی تعارف کا ذریعہ بنایا ہے۔ اور عزت و شرافت کی بنیاد تقویٰ طہارت، پاک باطنی اور تدیّن کو قرار دیا ہے۔ انّ اکرمکم عند اللہ اتقاکم (الحجرات) لیکن وہ شخص جو دوسروں کی محنت سے اپنے راج محل تعمیر کرتا اور مفت کی بیٹھ کر کھاتا ہے وہ معزز اور

(باقی ۱۰ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۴۱
۱۰ رجب المرجب ۱۴۰۴ھ • ۱۳ر اپریل ۱۹۸۴ء

——— رئیس الادارہ ———
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور

——— مجلس ادارت ———
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
ظہیر میر ایم اے ایل ایل پی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
-/۸۰	-/۴۵	-/۲۵

فی پرچہ -/۲ روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحی • مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر، مولانا عبید اللہ انور
مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

مولانا غلام قادر بہاولنگری کی سوانح

ہر ضلع اور علاقہ کے ذمّہ دار حضرات اس طرف توجّہ دیں

حضرت مولانا محمد شریف وٹو مہتمم مدرسہ اسلامیہ صادقیہ عباسیہ پنجن آباد ضلع بہاولنگر کی دعوت پر احقر چند سال قبل ان کے مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں حاضر ہوا تو موصوف نے بڑی محبت اور شفقت سے نہ صرف یہ کہ مدرسہ کی عمارت، شعبہ جات اور کتب خانہ وغیرہ دکھائے بلکہ اپنے والد بزرگوار مولانا غلام قادر رحمہ اللہ تعالےٰ کے متعلق بعض ایسی باتیں ذکر فرمائیں جنہیں سن کر مجھے بے حد تعجب ہوا اور میں سوچنے لگا کہ اس دُور دراز اور مادی وسائل سے دوسرے علاقوں کے مقابلہ میں پسماندہ ضلع کی دھرتی پر رب العزت نے ایسا گوہر گرانمایہ پیدا کیا — میں نے اسی وقت مولانا سے عرض کیا کہ حضرت مرحوم کا اگر کوئی تذکرہ مرتّب ہو جاتے تو بڑا کارنامہ ہوگا ——— مولانا نے میری رائے سے اتفاق تو فرمایا لیکن اس وقت کام کی کوئی خاص شکل سامنے نہ تھی۔

واپسی پر میں نے ہفت روزہ خدام الدین میں ایک مضمون اس حوالہ سے لکھا اور بعض روایات کی روشنی میں مولانا المرحوم کا مختصر تذکرہ کیا ——— امسال حال ہی میں جب مدرسہ کے سالانہ جلسہ پر حاضری ہوئی تو مولانا سے ملاقات کے بعد جو پہلی خوشی و مسرت نصیب ہوئی وہ ایک کتاب کی شکل میں تھی جس کا نام تھا :-

"سیرت ولی کامل حضرت مولانا غلام قادر رحمۃ اللہ علیہ"

اس کتاب کو ہمارے ایک نادیدہ مخلص دوست ڈاکٹر نور محمد غفاری نے مرتّب کیا جو اسی ضلع سے متعلق ہیں اور نہایت نیک نفس، صاحب علم اور عظیم روایات کے حامل ہیں۔ موصوف اسلام آباد میں مصروف درس و تدریس ہیں لیکن اس طرح کہ ان کا تصلّب دینی اور

ذوق علمی اس شہر کی رعنائیوں سے متاثر نہیں ہوا۔ میں نے اسی مجلس میں اس کتاب کی نہ صرف پوری طرح ورق گردانی کر ڈالی بلکہ بعض مخصوص حصے پڑھ بھی لئے اور اسی کو موضوع بنا کر جلسہ میں خطاب بھی کیا۔

حضور نبی مکرم علیہ السلام نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا ذمہ دار ان لوگوں کو قرار دیا تھا جنہوں نے صحبت نبویؐ میں رہ کر اپنا آئینۂ قلب روشن کر لیا تھا ——— ان قدسی صفت بزرگوں کے فیض صحبت سے پھلنے پھولنے والے اگلی نسلوں کو اسلام پہنچانے کے ذمہ دار قرار پائے اور اسی طرح نسل بعد نسلاً یہ سلسلہ چلتا رہا ——— یہ آخری سو دو سو سال امتِ مسلمہ کے لئے انتہائی المناک سال تھے اس کا اقتدار اور سطوت شاہی غیروں کی نذر ہو گیا، اس کے جاہ و جلال کا سورج گہنا گیا اور وہ صفحۂ ارضی پر غلامی کے تاریک سایہ کا شکار ہو گئی ——— لیکن اسے رب قادر و قدیر کی کرم نوازی کہئے کہ اس دورِ زوال میں اہلِ علم و صلاح اتنی کثرت سے پیدا ہوئے کہ ان کی مثال عروج کی صدیوں میں نہیں ملتی۔

ان ارباب صدق و صفا اور ارباب علم و صلاح نے امت کی دینی، معاشرتی اور سماجی اصلاح کا اتنا کام کیا کہ اس کے نتیجہ میں امّت کا نہ صرف دینی بھرم قائم رہا بلکہ اس کے اندر پھر سے آزادی و حریت کا شوق و ولولہ پیدا ہو گیا ——— علماء کی قیادت و توجہ سے امّت نے اپنی کھوئی ہوئی منزل حاصل کی، اپنا اقتدار واپس لیا۔ اور اپنے دشمن کو مار بھگایا ——— لیکن یہ کتنی بدنصیبی اور ستم ظریفی ہے کہ حصول منزل کے بعد اس قوم نے اپنے ان سپوتوں کو بھلا دیا جن کی مسیحا نفسی اور سعیٔ پیہم نے اسے آزادی و شرافت، علم و عمل اور نیکی و تقویٰ کا راستہ دکھایا ——— اس کی وجہ غالباً یہ ہوتی کہ مسلمان قوم کی آزادی چھیننے والے فرنگی آقاؤں نے اپنے حقیقی دشمنوں یعنی علماء دین اور صلحائے ملّت کو اس حد تک بدنام کرایا کہ نسل نو کے ذہن میں ان کی عظمت کا حقیقی تصوّر ہی باقی نہ رہا۔ فرنگیت کے ایک عظیم نمائندہ نے ۱۹۳۵ء کے لگ بھگ علیگڑھ اور غالباً کلکتہ کے مقامات پر اپنی سیاسی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے معاشرہ سے علماء دین کا وقار ختم کر دیا ہے اور یہی ہماری سب سے بڑی کامیابی ہے ——— اس ذوق و سوچ کے یہی برگ و بار ہیں جن سے آج ہمارا پالا پڑا ہے۔ لیکن اگر سرکاری سطح پر اس قسم کے کام نہیں ہو پاتے تو ہمارے تعلیمی ادارے اور سوسائٹیاں اپنے طور پر یہ کام کیوں نہیں کر سکتیں؟

اہل سنّت و جماعت کی مرکزی تعلیمی درسگاہوں دارالعلوم دیوبند مظاہر العلوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنؤ اور جامعہ ملیہ دہلی وغیرہ کے فضلاء نے بحمداللہ اس دھرتی پر عظیم الشان ادارے قائم کئے ——— یہ ادارے بلاشبہ علم و تعلیم کے میدان میں قابل فخر کردار ادا کر رہے ہیں، ان کے مجموعی بجٹ کروڑوں سے متجاوز ہیں اور نشر و اشاعت قسم کے شعبہ جات قریباً ہر ادارے میں موجود ہیں ——— کیا ایسا ممکن نہیں کہ ہر ضلع کے ادارے اپنے اپنے مقام پر ضلعی سطح پر اجتماعی شکل اختیار کر کے اپنے ہی ضلع کے ارباب علم و فضل اور صاحبِ صلاح و تقویٰ حضرات کے تذکرے مرتّب کرا دیں اور انہیں چھپوا دیں تو ہمارے خیال میں سال دو سال کے محدود عرصہ میں سینکڑوں اکابرین اہلسنت کے گرانقدر تذکرے مرتّب ہو جائیں گے۔

مدرسہ اسلامیہ صادقیہ عباسیہ منچن آباد کے حضرت مہتمم صاحب اور ان کے متعلقین اس

(باقی ۶ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

سچّا صوفی وہ ہے جو شریعت کا پابند ہے

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

محترم حضرات! سرخیلِ صوفیا حضرات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک مکتوب میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ

"شریعت کے تین جزو ہیں، علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں اجزاء متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہو گئی تو گویا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گئی جو دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ قرآن عزیز میں ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑھ کر ہے ——— پس شریعت دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے اور کوئی ایسا مطلب باقی نہیں رہتا جس کے حاصل کرنے کے لئے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے، طریقت اور حقیقت جن کے ساتھ صوفیائے کرام ممتاز ہیں اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کے خادم ہیں پس ان دونوں کے حاصل کرنے سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے نہ کہ شریعت کے سوا اور کوئی امر، احوال و مواجید اور علوم و معارف جو صوفیائے کرام کو اثنائے راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقاصد میں سے نہیں ہیں بلکہ اوہام و خیالات ہیں طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے۔ ان سب سے گذر کر مقامِ رضا تک پہنچنا چاہیئے جو مقام جذب و سلوک کی نہایت ہے کیونکہ طریقت و حقیقت کی منزلیں طے کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اخلاص حاصل ہو جائے جو مقام رضا حاصل ہونے کے لئے لازمی و ضروری ہے۔"

یہ مکتوب گرامی بار بار پڑھیں اور سوچیں کہ ایک ایسا شخص جو حقیقی معنوں میں صوفی ہے وہ کس طرح شریعت کو ہر چیز سے ممتاز سمجھتا اور اس کے لئے اہتمام کرتا ہے۔ طریقت و حقیقت اور اس قسم کی جتنی چیزیں ہیں وہ شریعت کی خادم ہیں۔ شریعت اصل ہے اور جب تک اس اصل کا اہتمام نہیں ہوگا اس وقت تک کوئی بات اللہ تعالےٰ کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوگی۔

بدقسمتی یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ میں ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ اصل و نقل گڈمڈ ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس اختلاط نے بُروں کے ساتھ اچھوں کو بدنام کرا دیا۔

آج بہت سے لوگ صوفیا اور تصوف پر معترض ہوتے ہیں حالانکہ سچا صوفی وہی ہے جو شریعت کا پوری طرح پابند ہے ——— اگر کوئی شخص ننگ دھڑنگ ہے گندے کپڑے پہن کر بیٹھا ہے۔ چرس، افیون، گنجفہ سے خود بھی محظوظ ہوتا اور احمق عقیدت مندوں کو بھی محظوظ کرتا ہے یا نماز نہیں پڑھتا یا مسجد میں جماعت کا اہتمام نہیں کرتا یا بے پردہ عورتوں سے اختلاط کرتا، انہیں بیعت کرتا، اور سماع کی محفلیں منعقد کر کے مرد و عورت کے اختلاط کا تماشہ

دیکھتا ہے تو ایسا شخص حقیقی معنوں میں صوفی نہیں۔ نبی کریم علیہ السلام کی ذات گرامی کامل ترین ذات تھی آپؐ نے زندگی کے تمام شعبوں میں انسانیت کی رہنمائی کی، مزکی ہونے کی حیثیت سے آپ سید الصوفیاءؒ اور امام الاولیاء بھی ہیں لیکن نماز کا ناغہ، جماعت سے الگ نماز کی ادائیگی یا اس قسم کے اعمال، آپ نے کبھی نہیں کئے نہ ان کی اجازت دی۔ آپ نے بے نمازی کے لئے کفر کے خطرہ کا اظہار کیا اور مسجد کے پڑوس میں رہنے والوں کے متعلق فرمایا۔ کہ ان کی گھر میں نماز نہیں ہوتی۔ نابینا صحابی نے اپنے عذر کے تحت گھر میں نماز کی اجازت چاہی تو اسے اجازت نہ دی کیونکہ وہ اذان سنتا تھا۔ آج بہت سے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ اجی ہمارے پیر صاحب مکہ میں نماز پڑھتے ہیں، نماز کے وقت مدینہ چلے جاتے ہیں یا ان کی نماز عرش پر ہوتی ہے ——— اللہ کے بندو! عقل سے کام لو، کھانا پینا، پہننا، نذرانہ نیاز وہ سب تو یہاں اور نماز کا وقت وہاں؟ یہ دھوکہ اور فریب ہے اور اللہ کو ایسے دھوکے نہیں دئے جا سکتے ——— اس لئے میرے عزیزو!۔

پس بہر دستے نباید داد دست

سچے صوفیا نے فرمایا ہے کہ آدمی کو دیکھ لو اگر وہ شریعت کا پابند ہے تو ٹھیک اسے شیخ بنائیں۔ اس سے نسبت قائم کریں اس سے ذکر و فکر سیکھیں اور حقیقت کا مقام سیکھیں تو انشاء اللہ تعالےٰ کامیابی ہوگی۔

رب العزت ہمیں سچے اور مخلص صوفیاء کا خادم بنائے اور ان کے بتلائے ہوئے راستے پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!

بقیہ : اداریہ

لحاظ سے مستحق تبریک ہیں کہ انہوں نے تن تنہا ایک نہایت وقیع تذکرہ مرتب کرا دیا۔ جو صرف مولانا غلام قادرؒ رحمہ اللہ تعالےٰ کا تنہا تذکرہ نہیں بلکہ ان کی شخصیت کے حوالہ سے نصف صدی سے زائد کی تاریخ ہے اور علماء اہلسنت کی ان خدمات کی عکاسی، جو ریاست بہاولپور اور بیکانیر تک پھیلی ہوتی ہیں۔ ایک فرد فرید (غلام قادر غفرلہ) سیاسی میدان میں آتا ہے تو انگریز کے جبر کو للکار کر لوگوں میں حریت کی روح پھونکتا ہے ——— اصلاح عقائد کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو ہزاروں انسانوں کے قلب و نظر کی دنیا بدل دیتا ہے معاشرہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھاتا ہے تو بچیوں کی وراثت کا شرعی حق زندہ کرتا ہے۔ شادی بیاہ کی دسیوں رسومات کو مٹا ڈالتا ہے اور اس کی ایک ایک تقریر میں سینکڑوں لوگ توبہ کر کے انابت الی اللہ کا رویّہ اختیار کر لیتے ہیں ——— الغرض مولانا کا یہ تذکرہ دعوت و عزیمت، شرافت و نیکی، خلوص و للہیت، ایثار و قربانی اور تقویٰ و تدیّن کی ایک لازوال داستان ہے۔ اس داستان سے علماء اہلسنت کی محنتوں کا اندازہ ہوگا اور آنے والی نسل کو منزل کا راستہ ملنا آسان ہو جائے گا ——— ہم مدرسہ اسلامیہ مینچن آباد کے ارباب صدق کو جہاں اس کارنامہ پر دل کی گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں وہاں دوسرے مدارس اور اداروں سے ایسی ہی توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کی طرف متوجہ ہوں اور وہاں کے علماء و صلحاء اور دینی کارکنوں کے تذکرے مرتب کروانے کی طرح ڈالیں تاکہ امت کے محسنوں کا ذکر محفوظ ہو جائے ——— تمام مسلمانوں سے یہ توقع بے جا نہ ہوگی کہ وہ تذکرہ مولانا غلام قادرؒ کا خیر مقدم کریں گے اور اس کتاب کو حاصل کر کے اپنے ایک محسن کے حالات سے آگاہی حاصل کریں گے

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

جمعہ، وحدتِ ملّی کا مظاہرہ

تعدّدِ جمعہ کی رسم کا روح اسلام سے کوئی تعلق نہیں

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

(الجمعہ : ۹)

محترم حضرات و معزز خواتین! سورۂ جمعہ کی ایک آیت کریمہ آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس آیت بلکہ اس کے ساتھ کی متصل دوسری آیت دونوں کا ترجمہ اکٹھا ملاحظہ فرما لیں تاکہ جو بات ہم عرض کرنا چاہتے ہیں وہ سمجھنا آسان ہو جائے ——— ترجمہ حضرت لاہوری قدس سرہ کے حوالہ سے نقل ہے۔

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو ذکر الٰہی کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے لئے یہی بات بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔" (ص ۸۸۴)

حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ ان آیات کا خلاصہ اس طرح ارشاد فرماتے ہیں :۔

"جمعہ کے دن اذان کے بعد سب کام چھوڑ کر فوراً مسجد میں ذکر الٰہی سننے کے لئے حاضر ہو جاؤ۔ جب نماز ختم ہو جائے تو پھر جاؤ، کاروبار کرو اور جو سبق ذکر الٰہی کا سن کر آئے ہو اسے نہ بھلاؤ۔"!

شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ ان آیات کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں :۔

"حضرت شاہ صاحب (شاہ عبدالقادر دہلویؒ) لکھتے ہیں۔ ہر اذان کا یہ حکم نہیں۔ کیونکہ جماعت پھر بھی ملے گی اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا۔ (اور ہے) پھر کہاں ملے گا؟" اور اللہ تعالےٰ کی یاد سے مراد خطبہ ہے اور نماز بھی اس کے عموم میں داخل ہے یعنی ایسے وقت جائے کہ خطبہ سنے۔ اس وقت خرید و فروخت حرام ہے اور "دوڑنے" سے مراد پورے اہتمام اور مستعدی کے ساتھ جانا ہے، بھاگنا مراد نہیں"۔ (ص ۷۱۱ تفسیر عثمانی)

ایک ضروری تنبیہ

حضرت مولانا عثمانیؒ ہی کے حوالہ سے ایک ضروری تنبیہ بے حد ضروری ہے اور وہ یہ کہ "نودی"

(جب پکارا جائے) سے مراد وہ اذان ہے جسے اذان ثانی کہا جاتا ہے جو امام کے سامنے ہوتی ہے یہی اذان نزول آیت کے وقت مشروع تھی۔ پہلی اذان حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دور میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اجماع سے منعقد ہوئی لیکن جس طرح دوسری اذان کے بعد خرید و فروخت کی ممانعت ہے اور وہ حرام ہے۔ اور اس میں دنیا کے تمام مشاغل شامل ہیں) اسی طرح پہلی اذان کے بعد بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ علت دونوں جگہ ایک ہے ——— رہ گیا یہ مسئلہ کہ نماز کے بعد کیا ہونا چاہیئے. تو اس کا جواب حضرت شاہ صاحب عبدالقادر رحمہ اللہ تعالےٰ یہ دیتے ہیں۔

"یہود کے ہاں ہفتہ کا دن عبادت کا تھا اور سارا دن اسی مقصد کے لئے مختص تھا لیکن مسلمان کے لئے ایسا نہیں اذان اوّل سے قبل کے وقت ہر قسم کے جائز مشاغل کے لئے اجازت ہے۔ اسی طرح نماز کے بعد بھی کوئی رکاوٹ اور ممانعت نہیں تلاش روزی کی اجازت ہے۔ لیکن اس طرح کہ یاد الٰہی سے غفلت نہ ہو"

(موضح قرآن)

جمعہ کی نماز اور علماء کا فرض

جمعہ مسلمانوں کا بہت بڑا مذہبی شعار ہے جس کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ شہر کے تمام مسلمان ہفتہ میں ایک بار ایک ساتھ مل کر رب حقیقی کی بارگاہ میں سربسجود ہوں۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ کو ہفتہ کی عید ارشاد فرمایا ہے ناواقف مسلمانوں نے گلی گلی، کوچے کوچے اور محلّہ کی ہر مسجد میں جمعہ قائم کرکے شریعت کے بہت بڑے مقصد کو نہ صرف نقصان پہنچایا بلکہ اس شعار کو بے روح اور بے حقیقت بنا دیا ہے۔ مسلمانوں کو جمعہ کی نماز کے سلسلہ میں شریعت کا صحیح مقصد بتانے اور ان کو خلاف شرع طریقہ سے آگاہ کرنے اور روکنے کے لئے علماء کرام کا فرض ہے ورنہ اس غلط روش و طریقہ پر جہاں عوام کا محاسبہ ہوگا وہاں پہلے علماء کا محاسبہ ہوگا۔

علماء اہلسنّت کا ایک متفقہ فیصلہ

آج سے چند سال قبل دہلی کے ایک دردمند مسلمان نے حضرات علماء کرام کے سامنے یہ سوال رکھا کہ قیام جمعہ کا مقصد کیا ہے؟ محلہ کی تمام مساجد میں قیام جمعہ سے اس کا حقیقی مقصد فوت ہو جاتا ہے یا باقی رہتا ہے؟ تعدد جمعہ کی حدود کیا ہیں اور کیا کچھ عوام اپنی کاروباری اور اس قسم کی مصروفیات کے پیش نظر اپنے محلہ کی عام مساجد کے ائمہ کو جمعہ کے لئے مجبور کر سکتے ہیں؟

یہ سوال بظاہر ایک شہر کے ایک شخص کے تھے لیکن فی الحقیقت یہ ضرورت ہے پوری مسلمان برادری کی۔ اس لئے اہلسنت کی مرکزی درسگاہوں دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور وغیرہ کے اکابر نے باہم سر جوڑ کر جو جوابات لکھے وہ گویا اس صدی کے اہل تقویٰ و تدین علماء کا اجماع ہے جو اپنی جگہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ قیام جمعہ سے شریعت کا جو مقصد ہے اس کی روح اس جواب میں جھلکتی ہے۔ حضرات علماء نے لکھا ہے:۔

"کہ جمعہ کے قیام کا مقصد اخوت دینی کا اظہار اور اسلامی اتحاد کا مظاہرہ ہے۔ ہفتہ میں ایک دن تو ایسا ہو کہ شہر بھر کے مسلمان باہم مل کر اپنے مالک کو یاد کریں اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ اور عملی طور پر یہ ثابت کریں کہ مسلمان واقعۃً آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسلام نے اسی مقصد کے لئے جمعہ کا اجتماع مقرر کیا ہے اور اس اجتماع کے لئے جامع مسجد مقرر کی۔ جمعہ کا معنی ہی اجتماع کا ہے اس لئے اس کو جامع الجماعات کہا

جاتا ہے کہ مختلف جماعتوں کا جامع ہے۔ اسلام کی نظر میں وحدت اجتماعی مرغوب و محبوب ہے اور اسی کے لئے یہ دن اور یہ اجتماع مقرر ہوا۔

جہاں تک محلہ محلہ اور گلی گلی کی مساجد میں قیام جمعہ کا تعلق ہے علماء نے وضاحت سے لکھا ہے کہ اس سے جمعہ کا مقصد اصلی فوت ہو جاتا ہے۔ اور وحدت کی بجائے تفریق اور اجتماع کے بجائے انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جس سے جمعہ کی روح فنا ہو جاتی ہے اسلام نے اس کے لئے جامع مسجد کا حکم دیا اور تمام مساجد میں جمعہ کا اجتماع بند کرنے کا حکم دیا۔ حتیٰ کہ وہ معذور لوگ جن پر جمعہ فرض نہیں، ان کے لئے یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ محلہ کی مساجد میں باجماعت ظہر ادا کریں کیونکہ اس سے ایک طرح کا اشتباہ پیدا ہوتا اور روح جمعہ متاثر ہوتی ہے معذورین کی جماعت ظہر فقہاء کرام کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے جیساکہ درمختار ص۵۴۹ پر تصریح ہے جو فقہ کی مشہور اور متداول کتاب ہے۔ رہ گیا یہ مسئلہ کہ بڑے بڑے شہروں میں تعدد جمعہ کی اجازت ہے یا نہیں اور اس کی حدود کیا ہیں؟ تو علماء کہتے ہیں کہ:۔

"جہاں سفر کی طوالت کے سبب دشواری ہو وہاں تعدد کی اجازت ہے یا وقتی مجبوری پیش آ جائے جیسے شدت آندھی کثرت بارش وغیرہ یا شہر کے بیچ ایسی آبی گذرگاہ ہے جس پر پل وغیرہ نہیں اور اس کے سبب اجتماع مشکل ہے تو ایسی شکلوں میں اس کی اجازت ہے تاہم آج کل جس طرح چند چند قدم کے فاصلے پر ایسا ہو رہا ہے۔ یہ بات بالکل نامناسب اور ناروا ہے اور فقہاء نے اس کو سختی سے مکروہ کہا ہے دیکھیں (شامی ص۵۴۱ ج ۱)

اور سوال کا چوتھا حصّہ کہ کسی گلی محلہ کے دکاندار وغیرہ اپنی کاروباری مجبوریوں کے سبب عام مساجد کے ائمہ وغیرہ کو مجبور کریں کہ وہ یہاں جمعہ پڑھائیں تاکہ ہمیں گھر کے گھر یہ نعمت میسّر آ جائے تو یہ بات کسی طور درست نہیں ہر ممکن کوشش کرکے اس کو بند کرنا ضروری ہے ورنہ سب مجرم ہوں گے۔

محترم حضرات! جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ اہلسنت کی مرکزی درسگاہوں کے ذمہ دار علماء نے اجتماعی طور پر یہ فتویٰ مرتب کیا اور فقہ کی قدیم اور مستند کتابوں کے حوالہ سے لوگوں پر واضح کیا کہ تعدّد جمعہ کا یہ شوق روح اسلام کے منافی ہے اور اس سے اسلام کا ذوق عبادت متاثر ہوتا ہے۔

بعض اکابر علماء اہلسنت کی آرا الگ سے منقول ہیں ——— مثلاً شیخ الاسلام پاکستان مولانا شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں:

"کہ حضور علیہ السلام اور خلفاءِ راشدین نے ایک ہی جگہ جمعہ ادا کیا اگر چند جگہ جائز ہوتا تو وہ ضرور ایسا کرتے اور باقی مساجد کو معطل نہ چھوڑتے"

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ قدس سرہٗ جیسے فقیہ النفس بزرگ نے بلا ضرورت تعدّد جمعہ کو مکروہ لکھا۔ اور مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا:۔

"یہ ایسی چیز ہے (یعنی تعدد جمعہ) جس کا سلف صالحین اور اکابر متاخرین میں کوئی قائل نہیں"

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر ترجمان القرآن ص۱۴۲ پر فرماتے ہیں:

"تمام ائمہ اسلام نے اتفاق کیا ہے کہ ہر شہر میں جمعہ کی جماعت ایک ہی جگہ ہونی چاہیئے"

اور استاذنا المحترم حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

"تعدد جمعہ اختراع شنیع ہے

اسلاف میں کوئی اس کا قائل نہیں۔"

علماء ہند کی ذمہ دار جماعت جمعیۃ علماء ہند نے اپنے اجلاس ۱۹۴۲ء میں جس میں ہمارے حضرت قدس سرہٗ بھی شریک تھے۔ مسلمانان ہندوستان کے نام ایک اپیل شائع کی جس میں کہا کہ مسلمان بلا ضرورت تعدد جمعہ سے احتراز کریں کیونکہ اس سے انتشار پیدا ہوتا ہے اور روح جمعہ فوت ہو جاتی ہے۔

مسلمان علماء اور عوام سے اپیل

میں ان اکابر علماء کا خادم و خوشہ چیں ہونے کی حیثیت سے مسلمان علماء اور عوام سے گذارش کرونگا کہ آج ہر شخص انتشار و افتراق سے پریشان ہے اور چاہتا ہے کہ امّت وحدت کے راستہ پر چلے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ کچھ عملاً بھی کیا جائے۔ محض اس طرح مسئلہ حل نہیں ہوتا کہ اتحاد کی خواہش پر جیا جائے۔ خواہش کی تکمیل عمل و ایثار سے ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ علماء اور عوام کو اس طرف توجہ کریں اور وہ امّت کے شیرازے کی خاطر سب سے پہلے اس شعائرِ دینی کے معاملہ میں اپنی ذمہ داریاں پوری کریں ــــ اللہ تعالےٰ حُسنِ عمل سے نوازے ــــ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

بقیہ : احادیث الرسولؐ

کام کرنے والا کمیں ــــ اتنی غلط تقسیم ہے کہ توبہ بھلی ــــ اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں وہ صاحب قدر و منزلت ہے جو اپنے ہاتھ سے کام کرتا، اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے ــــ اسی طرح مسند احمد کی روایت ہے جس کے راوی حضرت رافع بن خدیج رضی تعالےٰ عنہ ہیں ــــ حضور علیہ السلام سے سوال ہوا:

"کون سی کمائی زیادہ پاک اور اچھی ہے؟"

آپؐ نے فرمایا۔ "آدمی کا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا اور ہر وہ تجارت جو پاکبازی کے ساتھ کی جائے۔"

گویا اس روایت میں ہاتھ کی کمائی کے ساتھ ساتھ سچائی اور دیانت کے ساتھ کی گئی تجارت بھی اللہ رب العزت کے یہاں انتہائی قدر و منزلت کی حامل ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ جو شخص غنا اور تونگری چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ تجارت کرے" ــــ نیز حدیث میں اچھے، دیانتدار، صداقت شعار اور امین تاجر کا اخروی انجام انبیاء و صدیقین کے ساتھ بتایا گیا جبکہ وہ شخص جو بددیانت ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ــــ بہرطور بنیادی بات جو آج کے سبق کے طور پر عرض کرنی ہے وہ ہے ہاتھ سے کام کرنے والوں کی فضیلت اور ان کی روزی کی پاکیزگی ــــ جس کا احادیث سے واضح ثبوت ہے ایسے لوگ معاشرہ کے لئے خیر و برکت کا باعث ہوتے ہیں ان کی قدر کرنا ضروری ہے نہ کہ ان سے نفرت کرنا اور انہیں ہیچ و کمین سمجھنا ــــ اللہ رب العزت اصلاح احوال کی توفیق دے۔

بقیہ : صراط مستقیم

پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔

دعوت و تبلیغ کا کام تو اللہ تعالےٰ نے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ لگایا مگر ہدایت اپنے قبضہ میں رکھی گویا پیغمبر صراط مستقیم دکھا سکتا ہے اس پر زبردستی کسی کو چلا نہیں سکتا۔ ایصال الی المطلوب خدا تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے۔ اس لئے فرمایا:

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلیٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم۔ (۲۴ : ۴۶)

ترجمہ: اور خدا جس کو چاہتا ہے اس کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!



حضرت سید نفیس شاہ صاحب

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری سفر پنجاب کی روح فرسا روداد

پندرہ بیس برس پیشتر حضرت مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف "اسوۂ حسینی" نظر سے گذری یہ کتاب ریحانۃ النبی حضرت سیدنا حسینؓ کے حالاتِ مبارک اور واقعات شہادت پر مشتمل ہے۔ آخر میں قاتلانِ جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انجام نافرجام کا ذکر کیا ہے۔ امام زہریؒ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ:

"جو لوگ قتلِ حسینؓ میں شریک تھے، ان میں سے ایک بھی نہیں بچا جس کو آخرت سے پہلے دُنیا میں سزا نہ ملی ہو"۔

چند مثالیں پیش کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

ابن جوزی نے سدی سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کی دعوت کی مجلس میں یہ ذکر چلا کہ حسینؓ کے قتل میں جو بھی شریک ہوا۔ اس کو دُنیا میں بھی جلد سزا مل گئی۔ اس شخص نے کہا کہ بالکل غلط ہے۔ میں خود ان کے قتل میں شریک تھا۔ میرا کچھ بھی نہیں بگڑا۔ یہ شخص مجلس سے اٹھ کر گھر گیا۔ جاتے ہی چراغ کی بتی درست کرتے ہوئے اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہیں جل بھن کر رہ گیا۔ سُدی کہتے ہیں۔ میں نے خود اس کو صبح دیکھا تو جل بھن کر کوئلہ ہو چکا تھا۔ (ص ۱۰۱-۱۰۲)

اللہ کے جو بندے اپنی تکلیف پر اپنا معاملہ اپنے اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں سے شدید انتقام لیتا ہے۔

؎ نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اسکی
ڈر اسکی دیرگیری سے کہ ہے سخت انتقام اسکا

ہمارے عہد کو بھی ایک حسین عطا کیا گیا۔ جس کا نسبی و حسبی رشتہ شہید کربلا سیدنا حسینؓ سے جسمانی و روحانی طور پر متصل ہے۔ یعنی شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہٗ ــــ اس حسین ثانی پر مصیبتوں کے بڑے بڑے پہاڑ ٹوٹے۔ لیکن اس کوہِ عزم و استقلال کو جنبش تک نہ ہوئی۔ مخالفوں نے کیسے کیسے تبر ان پر برسائے لیکن ان کا چہرہ متبسم ہی رہا۔ حریفوں نے طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ لیکن ان کے لب پر حرفِ شکایت تک نہ آیا۔

انہوں نے اپنی عمر عزیز استخلاصِ وطن اور سربلندیٔ اسلام کی جدوجہد میں گذاری۔ انگریز اور اس کے "رضا کار" ہمیشہ ان کی مخالفت میں زبان دراز رہے۔ لیکن اس مجاہدِ دین و ملت اور غازیٔ سربکف نے آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا کہ یہ کوتاہ بین و کور باطن کیا کہہ رہے ہیں۔

میدانِ عزیمت کا یہ شہسوار محمّدی علم لہرائے آگے بڑھتا ہی چلا گیا۔ راستے کی تاریکی، اس کے انوارِ شریعت و طریقت سے چھٹ گئی۔ اس کا راستہ روکنے والوں کو غبار کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔ اور کانٹے بچھانے والوں کو خود اس راستہ سے گزرنا پڑا۔

چاہ کَن را چاہ درپیش

ایک ہندی دوہا جو غالباً عبدالرحیم خانخاناں کا ہے حسب حال نظر آتا ہے۔

؎ جو تو کو کانٹے بوئے تا ہی بوئے تو پھول
تو کو پھول کے پھول ہیں واکو ہیں ترسول

ترجمہ: جو تیرے لئے کانٹے بوئے تو اس کے پھول بو۔ تیرے لئے تو پھول

کے پھول ہیں۔ اور اس کے لئے تین تین نوک والے کانٹے۔

حضرت اقدس مدنی قدس سرہٗ عفوو درگزر کا پیکر تھے۔ انہوں نے اپنے مخالفوں کے لئے کبھی بد دُعا نہیں فرمائی۔ بلکہ دعائے نیم شبی میں سب کے لئے اپنے مالک سے فضل وانعام اور عفوو مغفرت مانگتے رہے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات وواقعات اکثر و بیشتر سُننے میں آتے رہتے ہیں۔ راقم سطور نے جناب عطاءالحق وحافظ عبدالرحمٰن جالندھری (حال مقیم محلہ گورو نانک پورہ لائلپور) جو سیدی ومولائی قطب الارشاد حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائپوری قدس سرہٗ (م ۱۳۸۲ھ / ۱۹۶۲ء) سے تعلق بیعت رکھتے ہیں، کی زبانی بعض ناخوشگوار واقعات کئی مرتبہ سُنے۔ ان واقعات کے وہ ثقہ راوی ہیں۔ نتائج کے بارے میں ان کی حیثیت عینی گواہوں کی ہے گذشتہ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ میں ان واقعات کو سپردِ قلم کرنے کی نوبت آگئی۔ بھائی عطاءالحق بیان کرتے گئے۔ میں قلمبند کرتا چلا گیا۔ یہ واقعات حقیقت ہیں۔ افسانہ نہیں۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں گے کہ جگر گوشۂ رسولؐ کی توہین کرنے والوں کا حشر کیا ہوا؟

تقسیم برصغیر سے پیشتر اکتوبر ۱۹۴۶ء میں شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی دیوبند سے پنجاب تشریف لائے۔ مختلف شہروں میں رونق افروز ہوئے۔ مقصدِ سفر پورا کرنے کے بعد لاہور سے بمبئی میل میں سوار ہوئے۔ اسی گاڑی سے مشہور مسلم لیگی لیڈر راجہ غضنفر علی خاں کے سفر کا پروگرام تھا۔ اتفاقاً اس کا سفر ملتوی ہو گیا۔ لیکن پروگرام کے مطابق ہر اسٹیشن پر مسلم لیگی کارکن استقبال کے لئے موجود تھے۔

جب گاڑی امرتسر ریلوے اسٹیشن پر پہنچی تو مسلم لیگی کارکن راجہ غضنفر علی کو تلاش کرنے لگے۔ ریلوے گارڈ نے کارکنوں کو بتایا کہ راجہ صاحب کا پروگرام ملتوی ہو گیا ہے۔ وہ اس گاڑی میں سفر نہیں کر رہے ہیں۔ لیکن ساتھ اس نے شرارتاً انہیں بتایا کہ اس گاڑی کے فلاں ڈبے میں مولانا حسین احمد مدنی سفر کر رہے ہیں۔ اس پر وہ تمام مسلم لیگی کارکن اس ڈبے کے سامنے جا کھڑے ہوئے اور حضرت کے خلاف نعرہ بازی اور ہلڑ بازی شروع کر دی۔ ٹماٹر وغیرہ ان پر پھینکنے لگے۔ اتفاقاً امرتسر کا ایک نوجوان عبدالرشید اپنا مال بُک کرانے کے لئے اسٹیشن پر آیا ہوا تھا۔ اس نے ایک ڈبے کے پاس ہجوم دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک بزرگ کے ساتھ یہ لوگ نہایت بدتمیزی کر رہے ہیں۔ وہ حضرت مدنی کو جانتا بھی نہیں تھا۔

بھائی عطاءالحق صاحب کو یہ واقعہ خود عبدالرشید نے پنڈی میں سنایا۔ عبدالرشید امرتسر میں فروٹ کا کمیشن ایجنٹ تھا۔ وہ تقسیم ملک کے بعد راولپنڈی میں مقیم ہوا۔ یہاں بھی وہ یہی کاروبار کرتا تھا۔ عبدالرشید نہایت صحت مند نوجوان تھا۔ اس نے جان پر کھیل کر حضرت اقدس مدنی رحؒ کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔ مجمع ڈبے کے اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ عبدالرشید ڈبے کے دروازے میں پائیدان پر ڈٹ کر کھڑا ہو گیا۔ مسلم لیگی مجمع اس پر ٹوٹ پڑا۔ اور اس کو بے دریغ زدوکوب کیا۔ حتیٰ کہ اس کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ گئے لیکن اس مردِ مجاہد نے حضرت مدنی رحؒ کی طرف ہجوم کو بڑھنے نہ دیا حتیٰ کہ گاڑی چل پڑی اور وہ پلیٹ فارم پار کرنے کے بعد گاڑی سے چھلانگ لگا کر اُتر گیا۔

جب گاڑی جالندھر ریلوے اسٹیشن پر پہنچی۔ یہاں کے مسلم لیگی بھی راجہ غضنفر علی خان کے استقبال کے لئے پلیٹ فارم پر موجود تھے۔ گاڑی رُکتے ہی گارڈ نے انہیں راجہ صاحب کے پروگرام کے التواء کی خبر دی۔ اور حضرت مدنی رحؒ کی نشاندہی کی۔ جس پر وہ مجمع حضرت کے ڈبے میں جا پہنچا۔ اور وہی طوفانِ بدتمیزی شروع کر دیا۔ اس مجمع کے سرغنہ تین مسلم لیگی نوجوان شمس الحق عرف شمّی، فضل محمد اور فتح محمد تھے۔

فضل محمد اور فتح محمد جالندھر کے محلہ پُرانی کچہری اور شمس الحق عرف شمّی محلہ عالی کا رہنے والا تھا۔ انہوں نے حضرت اقدس مدنی رحؒ کی توہین میں کوئی کسر نہ چھوڑی، گالیاں دیں، گندی چیزیں پھینکیں، حضرت کا تکیہ چھینا ٹوپی بھی اتار پھینکی،

ریش مبارک نوچی اور شمّی نے دست درازی بھی کی۔ حضرت مدنی صبرِ جمیل کی مجسم صورت بنے بیٹھے تھے۔ حضرت کے ساتھ ایک خادم بھی تھا۔ وہ اس صورتحال کو برداشت نہ کر سکا۔ اس نے مزاحمت کا ارادہ کیا تو حضرت نے اسے منع فرما دیا کہ تم خاموش رہو۔ اگر تم یہ برداشت نہیں کر سکتے تو دوسرے ڈبے میں چلے جاؤ۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ اتنے میں گاڑی چل دی اور مسلم لیگی کارکن اپنے اپنے گھروں کو واپس آگئے۔

صبح کو ان مسلم لیگی کارکنوں نے فخریہ انداز میں رات کا واقعہ اپنے محلہ پُرانی کچہری میں بیان کیا۔ اس محلہ میں خانقاہ عالیہ رائے پور (ضلع سہارنپور) سے تعلق رکھنے والوں کا ایک نہایت بااثر حلقہ تھا۔ یہاں قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری اور حضرت منشی رحمت علی صاحب قدس سرہما کی تشریف آوری ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے جب حضرت اقدس مدنی رحؒ کی توہین کا روح فرسا واقعہ سُنا تو ان پر اس کا نہایت شدید اثر ہوا۔ عبدالحق بن چوہدری فضل محمد (حال مقیم گلی نمبر ۲ محلہ گورو نانک پورہ لائلپور) نے فتح محمد کی زبانی گستاخانہ کلمات سُنے تو وہ برداشت نہ کر سکے انہوں نے موقعہ پر ہی اس کا گریبان پکڑ لیا۔ اور کہا اب بتاؤ رات کیا قصہ ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی زوردار تھپڑ بھی اُسے رسید کر دئے۔ جس پر فتح محمد جو فخریہ اپنا کارنامہ بیان کر رہا تھا۔ ساکت ہو گیا۔ اور اُسے جرأت نہ ہوئی کہ وہ کوئی بات کر سکے۔

اتنے میں چوہدری امام الدین صاحب (والد بھائی عطاءالحق) بھی آگئے۔ انہیں یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے اپنا جوتا اُتار لیا۔ اور فتح محمد کی خوب پٹائی کی۔ حتیٰ کہ فتح محمد ہاتھ جوڑ کر ان سے معافی مانگی۔ چوہدری امام الدین صاحب نے تنبیہہ عام کر دی کہ اگر کسی نے ہمارے بزرگوں کے خلاف زبان درازی کی تو اس کا حشر بُرا ہو گا۔ ہم اسے کیفر کردار تک پہنچا کر چھوڑینگے۔

دوسرے سرغنہ فضل محمد کا حشر یہ ہُوا کہ وہ رات کو جب اپنے گھر واپس پہنچا۔ تو اسے بخار ہو گیا۔ صبح بیدار ہوا تو اس کی پشت پر دو پھوڑے (دنبل) ظاہر ہوئے۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ پھر چارپائی سے اٹھنے کے قابل نہ رہا۔ اور سخت تکلیف میں کراہتا تھا۔ پانچ چھ روز کے بعد چوہدری امام الدین نے اس کی والدہ سے جو دکان پر سودا خریدنے کے لئے آئی تھی پوچھا کہ فضل کئی روز سے نظر نہیں آیا۔ اس نے بتایا کہ وہ سخت بیمار ہے۔ اس کی پشت پر پھوڑے نکل آئے ہیں۔

بھائی عطاءالحق صاحب کا بیان ہے کہ پھوڑوں میں کیڑے پڑ گئے اور انہوں نے جسم کو کھانا شروع کر دیا۔ پھوڑے تین انچ قطر سے کم نہیں تھے۔ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا کہ ان ناسوروں میں روزانہ قیمہ بھر دیا جائے۔ تا کہ کیڑے جسم کو نہ کھائیں۔ چنانچہ روزانہ پاؤ پاؤ بھر قیمہ ان دونوں ناسوروں میں بھرا جاتا تھا۔ دن بھر میں کیڑے اس کو کھا جاتے تھے۔ دوسرے روز نئے سرے سے قیمہ بھرا جاتا تھا۔

چند ماہ بعد ملک تقسیم ہو گیا اور آبادیوں کا تبادلہ شروع ہوا۔ محلہ کچہری کے سب لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر ریفیوجی کیمپ واقع جالندھر چھاؤنی میں منتقل ہو گئے۔ لیکن خدا کی شان کہ فضل محمد اور فتح محمد اپنے اہل وعیال سمیت وہیں رہے۔ حالانکہ ان کے رشتہ داروں نے ہر چند اصرار کیا کہ تم بھی ہمارے ساتھ آجاؤ۔ لیکن انہوں نے کسی کی نہ مانی۔ دوسرے روز فضل محمد اور فتح محمد نکلنے پر مجبور ہوئے۔ فضل محمد ایک ہندو کارخانہ دار بھولا ناتھ کا ملازم تھا وہ مع اہل و عیال اس کے ہاں چلا گیا۔ فتح محمد بھی پناہ حاصل کرنے کی غرض سے گھر سے اپنی بیوی اور چھ سات بچوں کے ساتھ نکلا۔ لیکن راستے ہی میں ایک سکھ جتھے کے ہاتھوں ریلوے پھاٹک (نزد اڈہ ہوشیارپور) اہل وعیال سمیت بُری طرح سے قتل کر دیا گیا۔

فضل محمد چھ سات روز کے بعد اپنے مالک بھولا ناتھ کی مدد سے ریفیوجی کیمپ واقع جالندھر چھاؤنی میں اہل وعیال سمیت پہنچ گیا۔ فضل محمد مرض سے اس قدر تنگ آچکا تھا کہ وہ موت کی دعائیں

کرتا تھا۔ چاہتا تھا کہ اسے کوئی مار ڈالے لیکن قدرت تو اسے نمونۂ عبرت بنانا چاہتی تھی۔ وہ زندہ سلامت لاہور پہنچ گیا۔ محلہ پرانی کچہری جالندھر کے تقریباً تمام افراد انجنیئرنگ کالج کے ہوسٹل نزد ریلوے اسٹیشن عقب۔ آسٹریلیا بلڈنگ میں یکے بعد دیگرے آکر مقیم ہوتے رہے فضل محمد بھی بیوی بچوں سمیت وہاں آگیا۔ اس کی حالت یہ تھی کہ دن رات بے چین وبے قرار رہتا تھا۔ اور ہر وقت تکلیف سے کراہتا رہتا تھا۔ اس کی نیند حرام ہو چکی تھی۔ وہ ننگے بدن صرف ایک تہبند باندھے رکھتا۔ اس حالت میں وہ ایک ماہ لاہور میں مقیم رہا۔ پھر وسط اکتوبر میں وہ لائلپور میں آگیا۔ اور محلہ گورو نانک پورہ گلی نمبر ۲ جہاں محلہ پرانی کچہری جالندھر کے رہنے والے بیشتر لوگ آباد ہو چکے تھے۔ وہیں آگیا۔ اس کا مرض لاعلاج ہو چکا تھا۔ یہاں چند ماہ بعد اس کا اسی بیماری کی حالت میں انتقال ہوگیا۔ اس کی میت کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اس کی لاش ایسی متعفن ہوگئی تھی کہ غسل دینے کو کوئی تیار نہیں ہوتا تھا۔ بڑے مشکل سے لوگوں نے اپنے ناک منہ پر کپڑا باندھ کر یونہی پانی بہا دیا۔ اور جلد از جلد قبرستان لے جاکر دفن کر دیا۔

اب شمس الحق کا حال سنئے۔ یہ شخص جالندھر سے لائلپور جاکر آباد ہوا۔ یہاں آکر بھی اس نے مسلم لیگی کارکن کی حیثیت سے بڑھ چڑھ کر کام کرنا شروع کر دیا۔ جلسوں میں بڑے زور شور سے تقریریں کیا کرتا تھا۔ اس نے ایک اخبار "انصاف" بھی جاری کیا۔ لیکن اس شخص کو کبھی چین نصیب نہ ہو سکا۔ راقم سطور نے بھی اس کو اچھی طرح دیکھا ہے۔ وہ بڑا بدمزاج اور زبان دراز شخص تھا۔ بھائی عطاء الحق کا بیان ہے کہ میں ڈی سی آفس میں بطور کلرک ملازم تھا۔ میرے پاس پریس سے متعلقہ کام بھی تھا۔ شمس الحق اخبار کے سلسلے میں اکثر میرے آتا جاتا تھا۔

۱۹۴۹ء کی ابتداء کا یہ واقعہ ہے کہ اخبار کے ڈیکلریشن کے سلسلے میں وہ میرے پاس آیا اور آدھ گھنٹہ کاغذات کی تکمیل کے سلسلے میں میرے پاس بیٹھا رہا۔ کاغذات مکمل کرنے کے بعد مجھے دے کر کچہری سے چلا گیا۔ آخری دفعہ کچہری کے گیٹ پر اسے دیکھا گیا۔ اس کے بعد آج تک اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ اس کے اغوا کی خبر آناً فاناً شہر میں پھیل گئی۔ اخبارات میں ضمیمے شائع ہوئے۔ پاکستان بھر میں پوسٹر لگے۔ پتہ دینے والے کے لئے انعامات کا اعلان کیا گیا۔ انجمن مہاجرین جالندھر نے ملک گیر تحریک چلائی۔ کئی وفد وزیر اعظم لیاقت علی خان سے ملے۔ حکومت کی طرف سے یقین دہانیاں بھی ہوئیں۔ لیکن مقبول بارگاہ رسالت مآب کی توہین کرنے والے شمسیؔ کا نام ونشان تک نہ مل سکا۔

ے دیدی کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را
چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

میاں عبدالغنی قدیم متوطن محلہ عالی جالندھر مسلم لیگ کا کارکن تھا۔ تقسیم ملک کے بعد لائلپور میں مقیم ہوا۔ شمس الحق عرف شمسیؔ کے ساتھیوں میں سے تھا۔ اخبار انصاف کا ڈیکلریشن اس کے نام تھا۔ آخر عمر میں اس کا دماغی توازن درست نہیں رہا تھا۔ وہ اکثر وبیشتر یہ کہا کرتا تھا کہ میری جو یہ حالت ہے۔ یہ محض حضرت مدنیؒ کی توہین کرنے کی وجہ سے ہے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

اضافہ — از ادارہ

(بروایت استاد محترم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی)

جناب گرامی علامہ ارشد صاحب نے ۱۹۴۸ء میں ایک مجلس میں بیان فرمایا تھا کہ وہ تقسیم کے بعد ایک مرتبہ کراچی گئے اور ان کی ملاقات امرتسر کے ایک مہاجر سے ہوئی یہ صاحب غالباً کپڑے کی دکان کرتے تھے امرتسر میں مسلم لیگ کے سرگرم ورکر تھے اور وہاں کی نیشنل گارڈ میں انہیں ایک اچھا مقام حاصل تھا۔ جب گاڑی امرتسر کے پلیٹ فارم پر پہنچی تو نیشنل گارڈ کے رضاکاروں نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مظاہرہ کیا۔ اور مذکور الصدر صاحب کے کہنے پر وہ ننگے ہو کر ناچے۔ وقت گذر گیا۔ فارسی زبان کا شعر ہے۔

ے ہیچ قومے را خدا رسوا نہ کرد
تا دلے صاحب دلے نامد بدرد

(باقی ۲۷ پر)

صِراطِ مُستقیم

پروفیسر غلام حیدر، میانوالی

اَلصِّرَاط کے معنی "سیدھی راہ" اور "اَلسِّرَاط" کے معنی آسان راستہ کے آتے ہیں۔ اور الاِستقامۃ کے معنیٰ راستہ کے خط مستقیم کی طرح سیدھا ہونے کے ہیں اور تشبیہ کے طور پر راہ حق کو بھی صراط مستقیم کہا گیا ہے (راغب) بحرالحقائق میں فرمایا ہے کہ صراط مستقیم وہ ہے کہ آخر طرف حق کے ہووے نہ کہ طرف غیر اس کے کے جیسے کہ کہا ہے۔ وَ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی

ے
چوں ہمہ راہ اوست از چپ وراست
تو بہتر راہ کہ پیروی او راست
چوں ازو بود ابتدائے ہمہ
ہم بدو باشد انتہائے ہمہ

(موضح قرآن)

"الصراط المستقیم مرکب توصیفی ہے اور المستقیم اس چیز کو کہتے ہیں۔ جو بالکل سیدھی ہو اور اس میں کسی قسم کی کجی اور پیچ وخم نہ ہو اور الصراط المستقیم (سیدھی راہ) توحید یا پوری ملت اسلام کو اس لئے فرمایا۔ کہ توحید کی راہ بالکل سیدھی ہے۔ جس پر چلنے سے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے اگر راہ توحید سے سر مو ہٹ گیا تو سیدھا جہنم میں پہنچے گا۔ اسی طرح ملّتِ اسلام بھی سیدھی اور درمیانی راہ ہے اس میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ جیسا کہ یہود نے حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں افراط اور حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں تفریط سے کام لیا اور حضرت خاتم النبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تفریط کی۔ اسی طرح باقی احکام شرعیہ میں بھی افراط و تفریط تھی۔ لیکن شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کے اعتقادی اور علمی افراط و تفریط سے بالکل پاک ہے۔ (جواہر القرآن ص۱۱ ج ۱)

صراط مستقیم خدا کا راستہ ہے

صراط مستقیم کی اہمیت و برتری کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ربّ ذوالجلال نے اسے اپنی راہ بتلایا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے۔ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۱۱ : ۵۷) (بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (۶ : ۱۵۳)

ترجمہ: اور میرا سیدھا راستہ یہی ہے تو تم اسی پر چلو اور اور رستوں پر نہ چلنا کہ (ان پر چل کر) خدا کے رستے سے الگ ہو جاؤ گے۔ ان باتوں کا خدا تمہیں حکم دیتا ہے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

تفسیر مظہری میں فرمایا ہے کہ قرآن کریم نازل کرنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجنے کا منشاء تو یہ ہے کہ لوگ اپنے خیالات اور اپنے ارادوں اور تجویزوں کو قرآن و سنّت کے تابع کریں اور اپنی زندگیوں کو ان کے سانچہ میں ڈھالیں لیکن ہو یہ رہا ہے کہ لوگوں نے قرآن و سنت کو اپنے خیالات اور تجویزات کے سانچے میں ڈھالنے کی ٹھان لی جو آیت یا حدیث اپنے منشا کے

کے خلاف نظر آئی اس کو تاویلیں کرکے اپنی خواہش کے مطابق بنا لیا، یہیں سے دوسری گمراہ کن راہیں پیدا ہوتی ہیں۔ انہی سے بچنے کے لئے اس آیت میں ہدایت کی گئی ہے۔

مسند دارمی میں بروایت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نقل کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں اور خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہ سُبُل ہیں (یعنی وہ راستے جن پر چلنے سے اس آیت میں منع فرمایا ہے) اور فرمایا کہ ان میں ہر راستہ پر ایک شیطان مسلط ہے جو لوگوں کو سیدھے راستہ سے ہٹاتا کہ اس طرف بلاتا ہے اور اس کے بعد آپؐ نے استدلال کے طور پر اس مذکورہ آیت کو تلاوت فرمایا۔ (معارف القرآن ص۴۹۲ ج۳)

سورہ شوریٰ میں ہے:۔

وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (۴۲: ۵۳)

اور بے شک (اے محمدؐ!) تم سیدھا راستہ دکھاتے ہو (یعنی) خدا کا رستہ جو آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزوں کا مالک ہے۔

صراط مستقیم راہِ توحید ہے

قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ منقول ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ سیدھی راہ توحید خالص ہے۔ چنانچہ سورۂ مریم میں ہے:۔

وَاِنَّ اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْہُ ؕ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ (۱۹: ۳۶)

ترجمہ: بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ اسی کی عبادت کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

اسی مضمون کو سورۂ یٰسین میں یوں بیان کیا گیا ہے:۔ کہ "شیطان کی پرستش چھوڑ کر رحمٰن کی بندگی کرنا صراط مستقیم ہے"۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ (۳۶: ۶۱)

ترجمہ: اے آدم کی اولاد! ہم نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کو نہ پوجنا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا، یہی سیدھا راستہ ہے۔

قرآن وسنت کا اتباع صراط مستقیم ہے

قرآن مجید کے نزول سے قبل جتنی آسمانی کتابیں اتاری گئیں وہ سب تحریف کا شکار ہوئیں اس لئے ان میں ہدایت تلاش کرنا خود گمراہی کو دعوت دینا ہے۔ صرف قرآن ہی وہ کتاب ہے جو خدا تک پہنچنے کا صحیح راستہ بتاتی ہے چنانچہ خدائے ذوالجلال قرآن مجید کی خوبی کا تذکرہ فرماتے ہیں:

وَیَرَی الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ھُوَ الْحَقَّ ۙ وَیَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ (۳۴: ۶)

ترجمہ: اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو (قرآن) تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے وہ حق ہے۔ اور خدائے غالب اور سزاوار تعریف کا رستہ بتاتا ہے"۔

دوسری جگہ قرآن مجید میں ہے

اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ (۱۷: ۹)

ترجمہ: بلاشبہ یہ قرآن وہ رستہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھا ہے۔

کتب سابقہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (تورات) کے برابر کوئی کتاب احکام وشرائع کو حاوی نہیں تھی اسی پر انبیائے بنی اسرائیل کا عمل رہا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی یہی فرمایا کہ میں تورات کے بدلنے کے لئے نہیں آیا بلکہ اس کی تکمیل کے لئے

دعوت توحید کا آغاز کیا تھا۔ اس کی خاطر آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے۔ مختلف قسم کے گندے القاب سے آپؐ کو ملقب کیا گیا۔ آوارہ نوجوانوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا گیا۔ سوشل بائیکاٹ کیا گیا — قصور فقط یہی تھا:۔

وَاِنَّکَ لَتَدْعُوْھُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۲۳: ۷۳)

اور یقیناً آپؐ انہیں سیدھے راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

جس رستہ کی طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے تھے خود اسی راہ حق پر قائم تھے گویا آپؐ کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں تھا چنانچہ سورۃ الزخرف میں ہے:۔

اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (الزخرف: ۴۳)

بلاشبہ آپ سیدھے رستہ پر ہیں۔

صراط مستقیم کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ربّ ذوالجلال نے اسے اپنا رستہ، اپنے انبیاء کا رستہ، صدیقین، شہداء اور صالحین کا رستہ اور توحید کا رستہ بتلایا ہے۔ جس طرح یہ اہمیت کا حامل ہے اسی طرح صراط مستقیم بڑی فضیلت پر مشتمل ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کو بار بار طلب کرنے کا حکم دیا ہے۔ سورۂ ملک میں اللہ تعالیٰ نے ایک مثال کے ذریعہ غلط اور صحیح رستے کی یوں وضاحت فرمائی ہے۔ فرمایا:۔

اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا عَلٰی وَجْھِہٖٓ اَھْدٰٓی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

ترجمہ: بھلا ایک جو چلے اوندھا اپنے منہ کے بل وہ سیدھے رستے پر ہے یا جو سیدھے رستے پر سیدھا چل رہا ہو۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"یعنی ظاہر کامیابی کی راہ طے کرکے وہی مقصد اصلی تک پہنچے گا جو سیدھے راستہ پر آدمیوں کی طرح سیدھا ہوکر چلے جو شخص ناہموار راستہ پر اوندھا ہوکر منہ کے بل چلتا ہو اس کے منزل مقصود تک پہنچنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔ یہ مثال ایک موحد اور ایک مشرک کی ہوئی۔ محشر میں بھی دونوں کی چال میں ایسا ہی فرق ہوگا"۔ (تفسیر عثمانی ص۷۳۱)

اہل جنّت کے بارے میں قرآن مجید میں آتا ہے:۔

وَھُدُوْٓا اِلٰی صِرَاطِ الْحَمِیْدِ۔ (الحج)

اور پائی اس تعریفوں والے کی راہ۔

یعنی اللہ کی راہ پائی جس کا نام اسلام ہے یہ راہ خود بھی حمید ہے اور راہ والا بھی حمید ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کی جس راستہ کی طرف رہنمائی فرماتے ہیں اور جس سبیل ہدایت پر انہیں دوام نصیب فرماتے ہیں وہ صراط مستقیم کہلاتا ہے — فرمان خداوندی ہے:۔

وَاِنَّ اللّٰہَ لَھَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۲۲: ۵۴)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے خدا ان کو سیدھے رستے کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

یہی صراط مستقیم جس کو اللہ تعالیٰ نے "صراط الحمید" اور "صراطی" فرمایا ہے — جس میں انسانوں کی فلاح کا راز مضمر ہے اسی راستہ کی طرف دعوت و تبلیغ کی ذمہ داری سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سونپی گئی۔ جس کا حکم ان الفاظ میں ہوا۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ۔ (۱۶: ۳۵)

ترجمہ: (اے پیغمبر!) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے

(باقی ۱۰ پر)

آیا ہوں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے وقت سے جنوں میں تورات ہی سے مشہور چلی آتی تھی اس لئے جنوں نے جب قرآن مجید کی تلاوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لسان مبارک سے سنی تو بول اٹھے :-

قَالُوْا یٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ یَہْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَ اِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ٥ (۴۶ : ۳۰)

ترجمہ: "کہنے لگے اے قوم! ہم نے ایک کتاب سنی ہے جو موسیٰ کے بعد نازل ہوئی جو (کتابیں) اس سے پہلے (نازل ہوئیں) ہیں اُن کی تصدیق کرتی ہے (اور) سچا (دین) اور سیدھا رستہ بتاتی ہے۔

ایک جگہ پر قرآن حکیم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ اعلان کراتا ہے کہ اتباع نبوی جس طرح محبت باری تعالیٰ کے حصول کا ذریعہ ہے اسی طرح صراط مستقیم کا حصول بھی اتباع محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم) سے حاصل ہوگا۔

وَاتَّبِعُوْنِیْ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ

اور میری اتباع کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم کی رو سے نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا لازمی اور واجب ہے۔ فرمان نبوی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم) ہے :-

لاصلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب یعنی سورہ فاتحہ پڑھے بغیر نماز (ادا) نہیں ہوتی۔ (البتہ جماعت کی نماز میں امام کی اقتدا میں نہ پڑھی جائے جیسا کہ قرآن و سنت سے ثابت ہے) سورۂ فاتحہ میں ایک دعا سکھلائی گئی ہے :-

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ

ہم کو سیدھے رستے پر چلا، ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام کیا۔

انعام یافتہ لوگ کون ہیں ان کے علم سے ہمیں صراط مستقیم بھی معلوم ہو جائے گا کیونکہ انعام یافتہ لوگوں کا رستہ صراط مستقیم ہے چنانچہ انعام یافتہ لوگوں کا تذکرہ اللہ کریم نے سورۂ نساء میں فرمایا ہے :-

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ۔ ۔ ۔ رَفِیْقًا (۴ : ۱۹)

ترجمہ: اور جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں وہ (قیامت کے روز) اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر خدا نے انعام کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ اور ان لوگوں کی رفاقت بہت ہی خوب ہے۔

یہ چار قسمیں مذکورہ امت کے باقی افراد سے افضل ہیں اور انہی کا رستہ صراط مستقیم کہلاتا ہے اس آیت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام شامل ہوگئے۔ بعض آیات میں فرداً فرداً بھی انبیاء کا تذکرہ کرکے بتلایا گیا کہ وہ صراط مستقیم پر گامزن تھے چنانچہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی بابت قرآن پاک میں ہے :-

وَھَدَیْنٰھُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (۳۷ : ۱۱۸) اور ان دونوں کو ہم نے سیدھا راستہ دکھایا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا تھا :-

یٰٓاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْٓ اَھْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا (۱۹ : ۴۳)

ابا! مجھے ایسا علم ملا ہے جو آپ کو نہیں ملا تو میرے ساتھ ہو جیئے میں آپ کو سیدھی راہ پر چلاؤں گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۳۶ : ۴)

اے محمدؐ! بے شک تم پیغمبروں میں سے ہو سیدھے رستے پر۔

مکہ میں حضورؐ نے جس

(باقی [illegible])

البانی مسلمان سوشلسٹ حکومت کے نرغہ میں

زبانِ حال :- اے مسلمانانِ عالم، ان سوشلسٹوں نے ہمیں بھی ایسے ہی سبز باغ دکھائے تھے، دلآویز نعرے سنائے تھے، مذہبی آزادی اور اقتصادی خوشحالی کے لمبے چوڑے لیکچر دئے تھے، اجتماعی و معاشرتی حقوق پر تقریریں کی تھیں، ہمارے مسلم قائدین ان کی باتوں میں آگئے۔ اور البانیہ کے شاہی نظام کے خلاف تحریک میں انہیں بھی شامل کرلیا۔ البانیہ کی تاریخ میں یہ ایک عظیم غلطی تھی۔ چونکہ ۱۹۴۴ء میں انہوں نے حکومت پر قبضہ کرلیا، اور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا۔ اور اب تو ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارا بال بال غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ ایسی بدترین غلامی کہ ہماری نسلیں بھی اس کی لپیٹ میں ہیں۔ ہم تمہیں اپنی تاریخ سنانے ہیں لیکن ہمیں یہ خوش فہمی نہیں کہ تم ہماری مدد کو آسکو گے، ویسے بھی تمہیں باہمی جھگڑوں سے فرصت ہی نہیں کہ دوسرے مسلمانوں کی بابت کچھ سوچ بھی سکو۔ بس یہی کافی ہے کہ اس عبرت آموز تاریخ کی روشنی میں تم اپنے حالات کا تجزیہ کرلو، اپنے مستقبل کا فیصلہ کرلو، ورنہ پچھتاؤ گے، لیکن تب وقت گذر چکا ہوگا۔ پھر تو تمہاری چیخ و پکار کی آواز واپس تمہارے ہی کانوں سے آٹکرائے گی، تم تڑپو گے، لیکن بند اور بھی سخت ہو جائیں گے۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے پاکستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اس سلسلہ میں ہفتہ روزہ المجتمع کویت کے ایک اہم عربی مضمون کا ترجمہ بھی پیش خدمت ہے۔

تلخیص و ترجمہ، محمد الیاس فیصل مدینہ منورہ

:::::::::::::::::::::::::::::::::::

البانیا میں پیغام اسلام، کب اور کیسے؟

البانیا بلقان کی چند ریاستوں میں سے ایک ہے، جو اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بڑی اہمیت کی حامل ہے، چونکہ بحرابیض متوسط تک پہنچنے کی گذرگاہ یہی ہے۔ اس کی سرحدیں یونان، بلغاریا، یوگوسلاویہ سے ملتی ہیں۔ عثمانی ترکوں نے البانیا میں اسلام کا پیغام پہنچایا۔ البانیوں نے اسلام کی فطری اور حقیقت پسندانہ تعلیمات کو اپنانا شروع کردیا، البتہ شمالی البانیا کے بعض متعصب اور تنگ نظر کیتھولک عیسائیوں نے اسلام کی ان روشن تعلیمات کو نہ اپنایا۔ بہرحال پندرھویں صدی سے ۱۹۱۲ء تک البانیا ترکی کی ایک ریاست تھی، جب ترکی حکومت کمزور ہوئی تو ۱۹۱۲ء میں البانیا نے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ البانیا یورپ کی وہ واحد ریاست ہے جس میں مسلمانوں کی عظیم اکثریت آباد تھی۔ مسلمانوں کا فیصد تناسب ۸۰٪ تھا۔ جگہ جگہ مساجد اور تعلیم گاہیں آباد تھیں، مگر ۱۹۴۴ء کے بعد پیش آنے والے حالات سے اندازہ ہو سکے گا کہ مارکس کے نام لیواؤں نے کس طرح مسلم اکثریت کے حقوق کو پامال کیا۔

سوشلسٹ حکومت کیوں اور کیسے؟

۱۹۱۲ء میں ترکوں سے علیحدگی کے بعد البانیا کو جس نظام حکومت سے واسطہ پڑا وہ ملوکیت میں تبدیل ہوگیا، اور ظلم و زیادتی اور حق تلفی عام ہونے لگی، مسلم علماء اور بعض عیسائی اخبار نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔

اور عادلانہ نظام کے قیام کے لئے ایک زور دار تحریک، چلائی۔ ملوکیت کے خلاف اس تحریک میں بعض موقع پرست سوشلسٹ عناصر بھی شامل ہو گئے۔ اور ۱۹۴۴ء میں جب تحریک کامیاب ہوئی اور ملوکیت کا جنازہ نکلنے لگا۔ تو سوشلسٹ عناصر نے اپنے روایتی مکر و فریب سے ملک کے کلیدی مناصب پر قبضہ کر لیا۔ گویا علماء نے جان و مال کی قربانیاں دے کر ظلم کے خلاف جو جہاد کیا تھا اب سوشلسٹ اس کا مال غنیمت جمع کرنے لگے۔ اُدھر علماء نے اپنے اخلاص اور روایتی سادگی کی وجہ سے ان مناصب حکومت کو خاص اہمیت نہ دی، نتیجۃً ملوکیت کے خاتمہ کے بعد ملک اس سے بھی بدترین نظام کے قبضہ میں چلا گیا۔ اور ۱۹۴۶ء میں مکمل سوشلسٹ حکومت قائم ہو گئی۔ نئی حکومت نے ابتداءً تو مذہبی قائدین کے ساتھ نرمی و مداراۃ کا معاملہ کیا۔ بلکہ اُن کے اعزازی وظائف بھی مقرر کئے۔ اور مساجد و تعلیمی مراکز سے بھی تعرض نہ کیا، تا کہ حکومت کے قدم جمنے سے پہلے اس کے خلاف ایک اور ردّعمل شروع نہ ہو جائے۔ مگر جونہی البانیا کے نئے صدر "انور" نے محسوس کیا کہ اب سوشلسٹ پنجہ مضبوط ہو چکا ہے تو اس نے اسلام کے متعلق اپنی اصل پالیسی کا اعلان کر دیا کہ "دین افیون ہے" نیز تمام مساجد اور دینی مراکز بند کرنے کا حکم دیا۔ اور ائمہ و اساتذہ کی تنخواہیں بھی رکوا دیں، تا کہ اس طرح پہلے مرحلہ میں مسلمان اپنی معاشرتی زندگی میں اسلامی تعلیمات سے دُور ہو جائیں، ساتھ ہی ساتھ سرکاری ذرائع ابلاغ نے مذہبی راہنماؤں کی کردار کشی کا عمل شروع کر دیا، تا کہ اُن کی معاشرتی مرکزیت کو ختم کر دیا جائے۔

۱۹۶۷ء کی آمد اور بڑھتی تاریکی

۱۹۶۷ء تک کی مرحلہ وار کوششوں کے بعد اب منظم طور پر دین کے خلاف ایک منظم تحریک کا آغاز کر دیا۔

۱۔ مذہبی شعائر ادا کرنے والوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔

۲۔ بعض مساجد و مدارس کو منہدم کر دیا گیا، بعض کو سوشلسٹ لائبریریوں میں تبدیل کر دیا گیا، بعض کو عجائب گھر اور مرکز سیاحت بنا دیا گیا۔

۳۔ نتیجۃً جب لوگ اپنے گھروں میں مذہبی شعائر ادا کرنے لگے، تو حکومت کو یہ بھی گوارا نہ ہوا، اور ایسے دستے تشکیل دیئے جو مذہب سے وابستہ ایسے لوگوں کا پتہ چلائیں، اس طرح وسیع پیمانہ پر گرفتاریوں اور مظالم کا نیا سلسلہ شروع ہوا۔

۴۔ ادھر حکومت نے مسلمانوں کو مجبور کرنا شروع کیا کہ وہ غیر مسلموں میں شادیاں کریں۔ چونکہ شادی کا نظام بھی اب حکومت کے قبضہ میں چلا گیا، اس بنیاد پر کہ جو کچھ ملک میں ہے سب حکومت کا ہے، اس طرح سب انسان بھی حکومت کی ملکیت ہیں۔

۵۔ حکومت کی نگرانی میں چونکہ شادی کا نظام غیر اسلامی طریقہ پر ہوتا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں نے مسنون اسلامی طریقہ خفیۃً اپنی اولاد کی شادیاں کرنی شروع کیں۔ جب حکومت کو اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے خفیہ اداروں کو حکم دیا کہ ایسے افراد کا پتہ چلائیں۔ معلوم ہونے پر اُن سے طلاق دلوائی جاتی اور ایک سال کی قید کی سزا دی جاتی۔

۶۔ جو مسلمان اپنے بچہ کا ختنہ کرتا اُس کو دو سے تین سال تک کی سزا دی جاتی۔

۷۔ ہسپتال میں پیدا ہونے والے بچے کا نام حکومت کی طرف سے تجویز کیا جاتا، اور مسلمانوں کو یہ حق بھی نہیں کہ وہ اپنے بچے کا اسلامی نام بھی رکھیں۔

۸۔ غیر ملکی ریڈیو سے دینی پروگرام سُننے کی ممانعت کر دی گئی، خلاف ورزی کی صورت میں صرف پانچ سال قید۔

۹۔ باہمی گفتگو میں لفظ "انشاءاللہ" کہنے والے کو دیندار سمجھ کر تشدد کا نشانہ بنایا جاتا۔

۱۰۔ حتیٰ کہ اب عید و رمضان جیسی دینی مناسبات میں بھی کھانے، پینے، پہننے اور آمد و رفت میں کسی قسم کے اہتمام کی اجازت نہیں۔ اور ان خفیہ باتوں کا پتہ چلانے کے لئے، اسکول کے معصوم بچوں کو استعمال کیا جاتا، اور اس قسم کے مواقع پر اُن سے پوچھا جاتا ہے کہ کل تم نے کیا کھایا؟ کیا تمہارے

(باقی ۱۰ پر)

گھر میں کوئی مہمان آیا تھا، یا تم کہیں گئے تھے، اگر کسی کے ہاں کچھ اہتمام کا علم ہو جائے تو اس کو سزا دی جاتی ہے۔

۱۹۷۶ء انتہائی اقدام کا سال

اور اب بالآخر ۱۹۷۶ء کے نئے دستور میں دینی دعوت، مذہبی شعائر کی ادائیگی، مذہبی لٹریچر اور دین کے ساتھ کسی بھی قسم کی وابستگی کو ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔

البانیا کی خارجی پالیسی، البانیا میں جونہی سوشلسٹ حکومت آئی، تو اس نے جہاں اسلامی تعلیمات کی بجائے الحادی تعلیمات کو رواج دیا، وہاں اسلامی ممالک کے سفارتی روابط منقطع کر لئے، اور مارکسی افکار کو سختی کے ساتھ نافذ کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ البانی حکومت کے خیال میں روس اور چائنہ بھی صحیح مارکسی نہیں۔ چونکہ انھوں نے مارکسی ازم کو جوں کا توں نافذ نہیں کیا۔

الغرض مارکسی افکار کی بدولت البانیا میں اس قدر پابندیاں ہیں کہ اسے ایک بہت بڑی جیل کہا جا سکتا ہے، حتیٰ کہ غیر ملکی تاجروں کے لئے خاص ہوٹل ہیں جہاں وہ مخصوص تاجروں کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں۔ اور عام سیاحوں کے لئے علیحدہ ہوٹل ہیں، جن سے باہر تکنیکی صورت میں اُن کی کڑی نگرانی ہوتی ہے۔ اور پھر بھی انھیں مقامی لوگوں سے ملنے کی اجازت نہیں۔

ایک عظیم ڈکٹیٹر

عموماً سوشلسٹوں کا نعرہ عوامی حکومت کا ہوتا ہے۔ لیکن جب حکومت پر قبضہ ہو جاتا ہے تو ڈکٹیٹر شپ کا ایسا بدترین نظام رائج کیا جاتا ہے۔ جس کی مثال کسی اور نظام میں ملنی مشکل ہے۔ ایسی ہی صورت البانیا میں بھی ہے کہ البانیا کے موجودہ صدر ۱۹۴۶ء سے اب تک کرسئ صدارت پر فائز چلے آ رہے ہیں، اور اُن کے خلاف جو بھی آواز اُٹھاتا ہے اُن کا انجام صرف اور صرف موت ہے حتیٰ کہ البانیا کے وزیر اعظم "محمد شیخو" کے ساتھ جب صدر "انور خوجہ" کے اختلافات ہوئے تو اُن کو قتل کرا دیا گیا۔ اور ۱۸ر دسمبر ۱۹۸۱ء کو یہ خبر شائع کرا دی کہ وزیر اعظم "محمد شیخو" نے خودکشی کر لی ہے۔ مبصرین نے اس وقت بھی اس خبر کی تصدیق نہیں کی تھی، بلکہ اس کو صدر اور وزیر اعظم کے باہمی اختلاف رائے کا نتیجہ قرار دیا تھا۔

اُمید ؟ بلکہ یقین صبح

اس سب کے باوجود کہ البانی مسلمان مقہور و مغلوب ہے، جیسا کہ روسی مسلم ریاستوں میں بھی ہیں، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ظلم و تشدد کی اس تاریک رات کی صبح ضرور ہوگی، روشنی پھیلے گی اور یہ سب اندھیرے چھٹ جائیں گے، ظلم کی زنجیریں ٹوٹیں گی، اور مسلمانوں کو آزادی نصیب ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

بقیہ : تحدیث نعمت

علیحدہ پیش کی جا رہی ہے۔ اراکین ٹرسٹ کو انشاءاللہ تحفۃً پیش کی جائیں گی برادریوں میں تقسیم کے لئے خصوصی رعایتی ہدیہ مقرر کیا جائے گا۔

- اس کے علاوہ منشی عبدالرحمٰن خان کی مشہور تصنیف "بازار رشوت" شائع کی جا رہی ہے جبکہ "مسلک اعتدال" اور "صحابہ کبارؓ حضرت علیؓ کی نظروں میں" تیسری بار شائع ہوگی۔
- تعلیم الاسلام حصہ سوم و چہارم بلوچی ترجمہ نیز انگریزی کے آٹھ رسالے طباعت میں ہیں اردو رسائل کی کثیر تعداد کتابت و طباعت کے مرحلہ میں ہے۔
- تبلیغی نصاب کے مشہور رسائل فضائل قرآن، فضائل ذکر اور فضائل درود شریف وغیرہ اور تذکرہ صحابہؓ کا انگریزی ترجمہ شائع کیا جائیگا۔
- بلتستان کے بھائیوں کیلئے انگریزی ادبیات ارسال کی جائیں گی جیسا کہ ضلع چترال میں پیش کی جاتی ہیں۔ اسکردو بلتستان میں ایک زیر تعمیر دارالعلوم کی تکمیل و تعلیم کے لئے تعاون کیا جائے گا۔

تحدیثِ نعمت

کراچی میں قائم صدیقی ٹرسٹ کی بے نظیر خدمات کا کسی قدر اندازہ اس تحریر سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور سبھی کو اسی طرح خدمت کے جذبے سے نوازے۔ (ادارہ)

سب تعریف اللہ رب العزت کے لئے ہے جو ہمارا مالک اور پروردگار ہے۔ کائنات کی تمام حمد وثنا اسی ذاتِ واحد کے لئے ہے۔

درود وسلام ہے حضرت سید المرسلین محسنِ انسانیت معلّم المعلّمین نبی آخر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے طفیل دولتِ ایمان نصیب ہوئی۔

الحمدللہ کہ یہ چند سطور بطور تحدیثِ نعمت رقم ہیں ان کا مقصد محض اراکین و معطیان ٹرسٹ کو ان کے عطیات کا استعمال اور ٹرسٹ کی خدمات سے آگاہ کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ اُس نے اپنے حقیر بندوں کو ان خدمات کے منتخب فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ محض فضلِ ربّی ہے ورنہ کسی کی مجال نہیں کہ کوئی عمل کر سکے۔

ٹرسٹ کی خدمات میں بتدریج اضافہ امدادِ غیبی اور قبولیت کی نشانی ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ۱۹۸۳ء کی دوسری ششماہی کی خدمات ہر لحاظ سے لائق صد شکر ہیں مندرجہ ذیل خاکہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

زکوٰۃ وخیرات کی جملہ مدوں میں خرچ

۷۹—۱۹۷۸ء میں ۷۵—۱۴۳۲۵۹ روپیہ

۸۰—۱۹۷۹ء " ۷۵—۵۲۴۷۳۵ "

۸۱—۱۹۸۰ " ۷۵—۴۹۵۵۵۹ "

۸۲—۱۹۸۱ " ۵۳—۶۴۸۸۰۳ "

۸۳—۱۹۸۲ء میں ۰۳—۱۰۰۵۹۶۸ روپیہ

جب کہ جولائی، دسمبر ۱۹۸۳ء میں خرچ تقریباً دس لاکھ روپیہ ہے۔ خدمات کا اجمالی نقشہ درج ذیل ہے۔ تفصیل انشاء اللہ جون ۱۹۸۴ء کے بعد پیش ہوگی۔

جولائی، دسمبر ۱۹۸۳ء میں خدمات کا جائزہ

۱۔ اشاعتِ قرآن وحدیث

درسِ قرآن حصہ اوّل ۱۰۰۰۔ درس قرآن حصہ دوم وسوم ۱۰۰۰ معارف الحدیث انگریزی ترجمہ ۱۰۰۰۔ اُسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انگریزی ترجمہ ۱۰۰۰۔ شائع ہوئے جن پر ڈیڑھ لاکھ روپے خرچ ہوئے اس کے علاوہ چار ہزار قرآن شریف اور چالیس ہزار سیپارے قاعدے وغیرہ ناشرین سے ہدیتاً لے کر یورپ، امریکہ، افریقہ، نیپال، برما، فلپائن اور دیگر ممالک کو فی سبیل اللہ روانہ کئے۔

پاکستان میں بلتستان، چترال اور افغان مجاہدین کے لئے کثیر تعداد میں قرآنِ کریم اور سیپارے روانہ کئے گئے۔ معارف الحدیث اردو، تفسیر قرآن کریم، بہشتی زیور اردو وانگریزی ناشرین سے ہدیتاً حاصل کرکے دنیا کے بیشتر ممالک کو حسب طلب فی سبیل اللہ ارسال کئے گئے۔

۲۔ طباعت کتب ورسائل

"احکامِ قرآنی" "ڈاڑھی کے مسائل" شائع ہو گئی ہیں جبکہ "اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" "احکامِ میّت" اور "بازارِ رشوت" طباعت کے مرحلہ میں ہیں۔

مختصر کتب میں ارشادِ قدسی، منکرات سے نجات، فلسفۂ موت شائع ہوئیں۔ اور رسائل کی تعداد چار صد ہو گئی جبکہ انگریزی کے دو نئے رسالے شائع ہوئے۔ آٹھ رسالے طباعت کے مرحلہ میں ہیں۔ اردو رسائل میں "مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ" سیریز میں صحابیاتؓ کے پچیس رسالے شائع ہوئے" قادیان سے اسرائیل تک" پیش کی گئی یہ کتاب مجلسِ شوریٰ کے تمام اراکین اور اداروں لائبریریوں کو روانہ کی گئی۔

غازی احمد صاحب کی تالیف "مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ" کا سندھی ترجمہ ہو رہا ہے۔

"تعلیم الاسلام" حصہ اوّل باتصویر انگریزی اور اردو میں زیرِ طباعت ہیں۔

قرآنِ کریم کی تفاسیر اور تراجم احادیث شریفہ کے متعدد مجموعات نیز "اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" کے سندھی، گجراتی اور انگریزی تراجم رعایتی ہدیہ پر نیز ملکی اور غیر ملکی اداروں اور لائبریریوں کو تحفتہً پیش کئے گئے۔

۳۔ زکوٰۃ

اس ششماہی میں پہلی بار بلتستان کے بھائیوں کے لئے کثیر تعداد میں گرم کپڑے کوٹ، کمبل اور سویٹر وغیرہ روانہ کئے گئے جبکہ یہ سلسلہ افغان مہاجرین و مجاہدین کے لئے بھی حسب سابق جاری رہا۔

ذیل کے نقشہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

۲۴رجولائی ۱۹۸۳ء ذریعہ ووچر ۱۴۴ ۰۰—۹۹۰ روپیہ گرم کوٹ برائے چترال

۷ر نومبر " " " ۳۵۷ ۰۰—۱۴۲۶۳ " کمبل برائے بلتستان

" " " " " ۳۶۰ ۰۰—۱۸۳۰۵ " کوٹ "

۲۷ر نومبر " " " ۴۰۲ ۰۰—۹۵۰۰ " جرسیاں برائے افغان مہاجرین

" " " " " ۴۰۳ ۰۰—۲۸۵۰۰ روپیہ کوٹ برائے افغان مہاجرین

۴ر دسمبر " " " ۴۳۴ ۰۰—۵۹۵۰ روپیہ سویٹر برائے افغان مہاجرین

۴ر دسمبر ۱۹۸۳ء ذریعہ ووچر ۴۳۳ ۰۰—۹۶۳۰ روپیہ سیپارے برائے افغان مہاجرین

۸ر دسمبر " " " ۴۴۵ ۰۰—۱۲۶۰ " ادویات برائے چترال

۱۲ر دسمبر " " " ۴۶۰ ۰۰—۱۴۴۰۰ " قرآن کریم برائے بلتستان وافغان مہاجرین

۲ر جنوری ۱۹۸۴ء " " ۵۰۷ ۰۰—۶۴۰۰ " کمبل برائے اورنگی ٹاؤن کراچی

۳ر جنوری " " " ۳۲۵ ۰۰—۳۰۸۵ " کرایہ کمبل برائے بلتستان

۳ر " " " " ۵۲۶ ۰۰—۴۰۰۰۰ " کمبل برائے بلتستان

۳ " " " " ۵۲۷ ۰۰—۱۸۵۹۵ " کوٹ سویٹر وغیرہ برائے بلتستان

۴ر جنوری " " " ۵۳۴ ۰۰—۲۵۸۸ " سیپارے برائے بلتستان

جملہ رقم ۰۰—۱۹۳۷۱۶ روپیہ

دینی مدارس سے تعاون کے سلسلہ میں دو لاکھ پچاس ہزار روپیہ پیش کئے گئے۔ طلباء کے وظائف میں بیس ہزار روپیہ ادا کئے گئے۔ امداد شادی دختران میں چھ ہزار پانچ سو روپیہ دئے گئے۔

۴۔ بنک کمیشن وغیرہ

۸ر دسمبر ۱۹۸۲ء ذریعہ ووچر ۴۴۳ ۰۰—۶۷۵۰۰ روپیہ کمبل برائے افغان مہاجرین

۱۱ر دسمبر " " " ۴۵۲ ۰۰—۴۶۵۰ روپیہ کمبل برائے اورنگی ٹاؤن کراچی

۳۱ر دسمبر ۱۹۸۳ء تک مختلف مدوں میں خرچ

۱۔ زکوٰۃ

دینی مدارس ۰۰—۲۵۰۰۰۰

وظائف طلباء ۰۰—۲۰۰۰۰ ماہانہ وظائف ذریعہ بنک

متفرق امداد ۰۰—۲۶۶۰۰۰ ادویات، گرم کپڑے، نقد امداد

شادی دختران کے لئے ۰۰—۶۵۰۰

جملہ رقم ۰۰—۵۴۲۵۰۰ روپیہ

۲۔عطیات

اشاعتِ قرآن وحدیث	.. — ۲۰۷۰۱۲
طباعتِ رسائل	.. — ۱۰۰۰۰
خریداریٔ کتب	.. — ۱۱۵۰۰
تعمیرِ مساجد	.. — ۱۵۰۰۰

جملہ رقم .... — ۳۳۳۵۱۲ روپیہ

۳۔بنک کمیشن وغیرہ

.. — ۲۰۵۰، کمبل روانہ کئے

۴۔اخراجات دفتر

پیکنگ پوسٹیج	.. — ۲۷۴۵۲
اسٹیشنری	.. — ۲۲۷۸
متفرق خرچ	.. — ۲۴۳۰
تنخواہ اسٹاف	.. — ۱۵۰۷۰
کرایہ دفتر	.. — ۲۵۶۰
بجلی، گیس بل	.. — ۷۰۰
فرنیچر کھاتہ	.. — ۴۸۳۰

جملہ رقم .. — ۵۵۳۲۰ روپیہ

جولائی، دسمبر ۱۹۸۳ء کے جملہ اخراجات .... — ۱۰۰۳۸۲ روپیہ

متفرقات

۱۔ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹیٹر کراچی کے ذریعہ بورسٹل جیل لانڈھی کراچی کے عمرقیدیوں کے لئے قرآن کریم سیپارے اور دینیات کی کتابیں پیش کی گئیں۔تعلیم قرآن کے لئے مکتب کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

۲۔ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس سندھ کراچی کے ذریعہ کراچی پولیس کی ۱۰۶ حوالات کے لئے جاء نماز، قرآن شریف، پنج پارے اور ضروری مسائل کے رسائل پیش کئے گئے۔ ہر حوالات میں ایک جاء نماز، دو قرآن شریف، چار پنج پارے اور دو سیٹ دینیات کے رسائل رکھے گئے ہیں۔

۳۔پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں اور ہائی کورٹوں کی لائبریریوں کے لئے قیمتی مذہبی کتب کا تحفہ پیش کیا گیا جس میں معارف الحدیث اردو نیز انگریزی ترجمہ اور درسِ قرآن بھی شامل ہیں۔

۴۔ٹرسٹ کی ایک صد رکن خواتین کے لئے پاکستان اور بیرون "بہشتی زیور" مکمل روانہ کیا گیا۔

۵۔ٹرسٹ کے تمام ارکین کو خزینۂ بصیرت کا ایک حصہ روانہ کیا گیا۔

۶۔مجلسِ شوریٰ کے تمام ارکین اعلیٰ سول اور فوجی افسران کو "قادیان سے اسرائیل" تک پیش کی گئی۔

۷۔متعدد فوجی لائبریریں نیز فضائیہ کی لائبریریوں کے لئے "معارف الحدیث" "اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" نیز انگریزی، اردو کتب و رسائل روانہ کئے گئے۔

۸۔بیرون پاکستان اسلامی اداروں، سینٹروں اور ارکین ٹرسٹ کو دو صد سے زیادہ سیٹ "معارف الحدیث" اور "اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انگریزی ترجمہ روانہ کیا گیا۔

۹۔صوبہ سندھ کے باسٹھ دینی مدارس کو "اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم" سندھی ترجمہ اور قرآن کریم سندھی مترجم روانہ روانہ کئے گئے یہ باسٹھ مدارس خصوصی تجویز کے تحت رکن بنائے گئے ہیں۔

۱۰۔ایک خصوصی تجویز احباب کو پیش کی گئی کہ ایک صد روپیہ عطیہ دے کر دیہات و قصبات اور دور دراز علاقوں کے مدارس و مساجد کو رکن بنایا جائے تا کہ رسائل و سرکلر باقاعدگی سے پہنچ کر تعلیم کا ذریعہ بنیں۔

الحمد للہ اس تجویز کے تحت بلتستان، چترال، مکران اور سندھ و پنجاب اور سرحد کی دو صد سے زیادہ مساجد و مدارس رکن بنائے گئے ہیں۔

۱۱۔آٹھ مفید سرکلرز اور متعدد اشتہارات مختلف موضوعات پر پیش کئے گئے۔

۱۲۔متعدد فتاویٰ بصورت اشتہار شائع کئے گئے۔

اِنشاءاللہ تعالیٰ

• جنوری، جون ۱۹۸۴ء کی ششماہی میں درسِ قرآن حصہ ششم اور ہفتم کی طباعت ہو جائے گی۔ اردو کتب میں "اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم" اور "احکامِ میّت" کے سستے ایڈیشن شائع ہوں گے۔ ہر دو کتب دس دس ہزار شائع ہوں گی جس کی مکمل تجویز

(باقی صلہ ۲۱ پر)

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

رحمتِ کائنات

از : مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی

ہدیہ : مجلد سنہری ۴۰/- غیر مجلد ۳۰/-

ملنے کا پتہ : مدنی دارالارشاد مدنی روڈ۔اٹک

عقیدہ حیات النبی ایک سیدھا سادا عقیدہ تھا۔امت میں کسی سلیم الفطرت انسان نے اس کا انکار نہ کیا تھا۔برعظیم ہند و پاکستان میں طائفہ منصورہ کی روایات کے علمبردار علماء اہلسنت حنفی دیوبندی کے خلاف ایک زمانہ میں جناب خانصاحب بریلوی نے جہاں اور افتراء و اتہام گھڑے وہاں یہ بھی کہا کہ یہ لوگ عقیدہ حیات کے قائل نہیں۔ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان اتہامات کا جواب لکھا جو "المہند" کے مختصر نام اور "عقائد علماء دیوبند" کے عمومی نام سے معروف ہے۔ اس جامع مانع تحریر پر اس دور کے مسلّمہ علماء اہلسنت نے تائیدی دستخط کئے ——— کچھ عرصہ قبل بعض حضرات نے اس مسلّمہ عقیدہ کے خلاف نئی سوچ کا ہنگامہ کھڑا کر دیا۔بدقسمتی یہ یہ تھی کہ یہ حضرات مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے وابستگی کا دعویٰ بھی کرتے۔ بعض ذمہ دار بزرگوں نے اس قضیہ کو نمٹانا چاہا جن میں حضرت الامام لاہوری بھی تھے لیکن بعد میں اس جدید فتنہ کا قضیہ اس وقت ختم ہوا جب حضرت مولانا قاری محمد طیب علیہ الرحمہ کی آمد پر انہوں نے ایک تحریر لکھی جس پر ذمہ دار حضرات نے دستخط کئے۔ گو اس تحریر کے معاملہ میں بعض حضرات اس وقت بھی خوش نہ تھے تاہم حالات پرسکون ہو گئے۔ اب چند سالوں سے پھر بعض لوگوں نے اس مسلّمہ حقیقت کے خلاف ملک میں ہنگامہ کر رکھا ہے۔

اللہ بھلا کرے ہمارے مخدوم گرامی مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی زید مجدھم کا جنہوں نے اس کتاب کو عکسی کتابت کے ساتھ اب پھر شائع کروا دیا ہے۔ حضرت قاضی صاحب کی اس کتاب کا یہ ساتواں ایڈیشن ہے جو اس کتاب کی عنداللہ منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کتاب کے ۳۸۴ صفحات ہیں اور اس پر علمائے اہلسنت کی ذمہ دار شخصیات کے تائیدی دستخط ہیں۔ مثلاً حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حضرت قطب وقت شاہ عبدالقادر رائے پوری، حضرت مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث سہارنپور، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا محمد انوری، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا قاری محمّد طیّب، مولانا گل بادشاہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی ——— مولانا خیر محمدؒ نے یہاں تک لکھا کہ اس کتاب کے مطالعہ سے بندہ نے اپنے قلب میں محبت نبوی کا اضافہ محسوس کیا۔ حضرت قاضی صاحب جیسے مخلص، خداترس، خادم و ناشر قرآن کی متعلقہ موضوع پر نہایت سنجیدہ، علمی اور عام فہم تحریر اس قابل ہے کہ اسے بکثرت پھیلا کر امّت کو نئے فتنہ سے بچایا جائے۔ اس کتاب کی اشاعت نو پر ادارہ مستحق تبریک ہے

ریڈیو تقاریر

از مولانا سیّد زوار حسین شاہ صاحب نقشبندی

مجدد مجددی رحمہ اللہ تعالیٰ

مرتّب ، سید فضل الرحمن صاحب

قیمت ، . . . . . .

ملنے کا پتہ : حاجی محمد اعلیٰ صاحب ادارہ مجددیہ ۲/۵ ناظم آباد ۳ ، کراچی ۱۸ ۔

مخدوم گرامی حضرت مولانا سیّد زوّار حسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علوم شریعت و طریقت کے ماہر غوّاص تھے ۔ ان کی کتابیں علم الفقہ ، سوانح حضرت مجدّدؒ صاحب ، خواجہ محمد معصوم صاحبؒ اور مکتوبات معصومیہ کا ترجمہ وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں وقت کے اکابر علماء نے بنظر تحسین دیکھا ۔ اور امت نے ان سے فائدہ اٹھایا اور اٹھا رہی ہے حضرت شاہ صاحب مرحوم ریڈیو پاکستان کراچی کی دعوت پر دینی پروگراموں میں وہاں باقاعدگی سے شریک ہوتے مفوضہ موضوعات پر قرآن و سنّت کی روشنی میں تقاریر نشر کرتے ۔ یہ تقاریر آپ کے فرزند رشید سید فضل الرحمن صاحب نے احباب کے تقاضے سے جمع و مرتّب کی ہیں ۔ جن کی تعداد ۱۳۰ ہے ۔ زندگی سے تعلق رکھنے والے مختلف موضوعات پر یہ تقریریں انتہائی جاندار اور ٹھوس ہیں اور ان کا ایک ایک لفظ ذمہ داری کے ساتھ لکھا گیا ۔ لکھنے والے کا رسوخ فی العلم ، صلاحیت دینی اور تقوٰی و تدیّن ایک ایک سطر سے ٹپکتا ہے یہ مجموعہ جہاں عام مسلمانوں کے لئے نہایت سود مند اور منفعت بخش ہے ، وہاں منتہی طلبہ اور خطابت کے میدان میں نو آموز حضرات کے لئے بہترین رہنما ہے اس کی کتابت و طباعت کا سہرا ہمارے مخلص حاجی محمد اعلیٰ صاحب کے سر ہے جو حضرت شاہ صاحب کے غایت درجہ مخلص ارادت مند اور ان کی کتابوں کے قدیم ناشر ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی سوانح حیات کے مرتّب بھی ہیں ۔ امید کہ ارباب ذوق اس مجموعہ کی حقیقی معنوں میں قدر کریں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کریں گے ۔ رب العزت صاحب تقاریر کو اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے اور جامع و ناشر کو اجر جزیل سے نوازے ۔

طبّی مشورے

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات جوابی لفافہ ضرور بھیجیں ۔

حکیم آزاد شیرازی شیرانوالہ گیٹ لاہور ۸

کھانسی

س (۱) میرے سانس کی نالی میں جب خارش ہوتی ہے تو شدید کھانسی آنے لگتی ہے ۔ بھوک کبھی بہت لگتی ہے کبھی بالکل نہیں لگتی ۔ روٹی کھانے کے بعد پیٹ پھول جاتا ہے بعض اوقات قبض کی بھی شکایت ہو جاتی ہے ۔ میری عمر ۲۵ سال ہے ۔

ب : میرے چار چھوٹے بچوں کو بھی کھانسی کی شکایت رہتی ہے بہت علاج کرایا لیکن آرام نہیں آتا ۔

ج : میرے ایک دوست کو بھی عرصہ بارہ سال سے کھانسی کی شکایت ہے ۔ چھینکیں بھی آتی ہیں سانس چڑھ جاتا ہے ۔ ایک آدھ مرتبہ کھانسی کے ساتھ خون بھی آیا ہے ۔ بہت علاج کرائے لیکن آرام نہیں آیا ۔

براہ کرم کوئی آسان اور مفید علاج بتائیں ۔

(محمد حنیف فروٹ مرچنٹ ، ڈیرہ اسمٰعیلخاں)

ج : (ل) آپ صبح و شام نمکین پانی کے غرارے کیا کریں اور صبح و شام لعوق سپستان ۶ ماشہ چاٹ لیا کریں ۔ نیز صبح سویرے ایک کپ گرم پانی میں ایک چمچہ شہد حل کر کے پیا کریں ۔ چاول انڈہ ، دال ماش ، گوبھی وغیرہ لیس دار چیزوں سے پرہیز کریں ۔

(ب) بچوں کو سہاگہ بریاں ایک ایک رتی دن میں تین مرتبہ دودھ کی چمچی یا شہد کی چمچی میں ملا کر چٹا دیا کریں ۔

ج : ہلدی ½ تولہ باریک پیس لیں ۔ اس میں آک کا تازہ دودھ ۶ ماشہ ملا لیں اور پندرہ منٹ تک کھرل کریں کہ دونوں چیزیں یکجان ہو جائیں ۔

روزانہ ایک رتی کی مقدار میں دن میں تین مرتبہ تازہ پانی کے ساتھ کھلائیں ۔ صبح و شام بکری کا تازہ دودھ جوش دے کر پلائیں ۔ ٹھوس غذا نہ کھلائیں بلکہ بکری کے گوشت کا شوربا ، گندم کا دلیا وغیرہ دیں ۔ دیسی گھی اور دودھ استعمال کرائیں ۔

انشاء اللہ صحت ہوگی ۔

بقیہ : فاعتبروا یا اولی الابصار

چند ماہ بعد ملک تقسیم ہوا اور فسادات کا سلسلہ شروع ہوا ۔ تو سکھ غنڈے ان صاحب کے گھر میں گھس آئے اور ان کے گھر کی عورتوں کو ننگا کر کے نچوایا ۔ اس وقت ان کے دل میں خیال آیا کہ آج مجھے اس گناہ کی سزا مل رہی ہے ۔ علامہ صاحب نے فرمایا کہ یہ شخص ندامت کا اظہار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ حالات اعتدال پر آجائیں تو میں دیوبند جا کر حضرت مولانا سے معافی مانگوں گا ۔